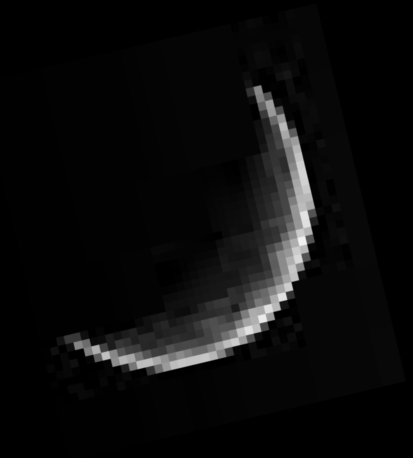

زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے

اپریل، مئی، جون 2016ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سہ ماہی زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے کی علمی تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں کا ترجمان

سرپرستِ اعلیٰ

امیر جماعت احمدیہ ناروے — مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

زیرِ نگرانی

صدر لجنہ اماء اللہ ناروے — مکرمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ

مجلسِ ادارت

نیشنل سیکرٹری اشاعت	محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ
نائبہ سیکرٹری اشاعت	محترمہ صدیقہ وسیم صاحبہ
مدیرہ حصہ نارویجن	محترمہ مہرین شاہد صاحبہ
پروف ریڈنگ	محترمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ
	محترمہ طیبہ رضوان صاحبہ
	محترمہ ثمینہ ظہور صاحبہ
پرنٹنگ	محترمہ شمسہ خالد صاحبہ
شائع کردہ	شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ

Søren Bulls veien 1

1051 Oslo

Tlf: +47 22322746

FAX : + 47 22320211

فہرست مضامین

القرآن الکریم	2
کلام الامام	3
اداریہ	4
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا برطانیہ کے جلسہ سالانہ 22 اگست 2015ء میں مستورات سے خطاب	5
خلافت علیٰ منہاج نبوت	12
نظم	14
خلافت کی اہمیت خلفاء احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں	15
حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امن کے سفیر	17
خلافت خامسہ اور خدمت خلق	21
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفات کی کلاس	24
حضرت محمد ﷺ اور رمضان	26
رمضان میں تلاوت قرآن کریم کی اہمیت و برکات	28
نظم	32
قوس قزاح کے رنگ آپ کے سنگ	33
محترم نور احمد بولستاد صاحب کا انٹرویو	35
بادام	41
پکوان	42
دعائیہ اعلانات	43
ناصرات کا صفحہ (شمسہ خالد اور مدیحہ محمود)	44

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۙ﴿۱۸۴﴾

184۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيۡنَ يُطِيۡقُوۡنَهٗ فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِيۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾

185۔گنتی کے چند دن ہیں۔پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

= یہ ترجمہ خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے قرآن کریم کے ترجمہ سے لیا گیا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ

285۔ عَنۡ اَبِی اَيُّوۡبَؓ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: مَنۡ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتۡبَعَهٗ سِتًّا مِّنۡ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهۡرِ۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے۔اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے بھی چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں۔(کیونکہ ایک روزے کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔اس طرح چھتیس روزوں کا تین سو ساٹھ گنا ثواب ملے گا۔)

(حدیقۃ الصالحین۔صفحہ:254)

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقات، حج اور اسلامی دشمن کا ردّ اور دفع خواہ وہ سیفی ہو خواہ قلمی ہو۔ یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں۔ یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں۔بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے ہیں اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں۔یعنی ایسا نہیں چاہئے کہ آدمی روزے ہی رکھتا رہے بلکہ ایسا کرنا چاہئے کہ نفلی روزے رکھے کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم، جدید ایڈیشن صفحہ:433)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔انسانی فطرت میں ہے جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی طاقتیں بڑھتی ہیں۔خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔پس روزے سے یہی مطلب کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تحلیل میں لگے رہیں۔جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔‘‘ (الحکم جلد 11 نمبر، مؤرخہ 17/جنوری 1907ء صفحہ 9)

٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪

ادار یہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ" یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ:آیت22)
ترجمہ:اے لوگو!تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اوران کو بھی جو تم سے پہلے تھے۔تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض ہی عبادت بیان فرمائی ہے اور یہ بات بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اس میں انسان کی بھلائی ہے ورنہ خدا تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنی عبادت کی طرف توجہ دلا کر شیطان کے شر سے بچنے اور مشکلات سے رہائی کے سامان پیدا فرما دیئے ہیں۔عبادت سے انسان کو خدا تعالیٰ کی محبّت وخشیّت عطا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مضبوط تعلق پیدا ہو جاتا ہے جیسے جیسے یہ تعلق بڑھتا جاتا ہے انسان نیکی اور تقویٰ میں بھی ترقی کرتا ہے اور اپنے رب کا قرب حاصل کرنے والا ہو جاتا ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمدﷺ کی ذات جو ساری دنیا کے لئے نمونہ ہے آپ کو خدا تعالیٰ کا قرب عبادت اور کامل فرمانبرداری سے ہی حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ارشاد فرمایا: کہ تو کتاب میں سے جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر کہ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر نا پسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب ذکروں سے بڑا ہے اور اللہ وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔" (سورۃ العنکبوت: آیت:46)

آنحضرت ﷺ نے نمازوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:"لوگوں کے اعمال میں سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس بات کا محاسبہ کیا جائے گا وہ نماز ہے"

اس زمانہ کے امام اور آنحضرتﷺ کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام عبادات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:" خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصل غرض یہ رکھی ہے کہ تم اس کی عبادت کرو مگر جو لوگ اس اصل غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا ہی سمجھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذمّہ داری ان کے لئے نہیں رہتی۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ:182 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اسی طرح دنیاوی کاموں میں مشغول ہونے کے باعث عبادت سے غافل رہنے والوں کو توجّہ دلاتے ہوئے فرمایا" اپنی زندگیوں میں ایسی تبدیلی پیدا کرو کہ معلوم ہو کہ گویا نئی زندگی ہے۔استغفار کثرت سے کرو، جن لوگوں کو کثرت اشغالِ دنیا کے باعث کم فرصتی ہے ان کو سب سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔"
(ملفوظات جلد 1 صفحہ:265، مطبوعہ انگلستان ایڈیشن 1985ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ"اس زندگی کے کل انفاس اگر دنیاوی کاموں میں گذر گئے تو آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا فرمایا تہجد میں خاص کر اٹھو اور ذوق شوق سے ادا کرو آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کار بند نہیں ہوتا اس میں اسلام اور اس کی صحت قائم نہیں ہوتی نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہو سکتا مدار اس بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں، انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا، عبودیت سکھانے کے لئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے، میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچّا تعلق، حقیقی ارباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کار بند ہو جاؤ اور ایسے کار بند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ:6 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ"جس کے حکم سے سب چیزیں چل رہی ہیں اس کے آگے ہمیں جھکنے کی ضرورت ہے اس کی عبادت کی ضرورت ہے اس سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے پس نمازیں جہاں مقصدِ پیدائش کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔وہاں ہمیں آفات اور مشکلات سے بھی بچاتی ہیں کیونکہ بہت سارے کام ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر ناممکن ہوتے ہیں اللہ سے تعلق ہو تو اس کے حضور جھکنے سے وہ ممکن ہو جاتے ہیں پس جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کی زیادہ سے زیادہ کوششیں کرنی چاہئے۔" (خطبہ جمعہ 15 اپریل 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم اپنے مالکِ حقیقی کی رضا حاصل کرنے والے بنیں اور عبادات کا حق کامل فرمانبرداری اور دلی محبت سے ادا کرنے والے ہوں۔آمین ثم آمین

عورت کی اہمیت آج کل کے حکومتی نظاموں میں مجبوری کی وجہ سے تو ہے لیکن اس کی حقیقی قدر کی وجہ سے نہیں

لیکن آنحضرت ﷺ نے عورت کی جو قدر اور مقام قائم فرمایا وہ اس کی تعداد کی زیادتی کی وجہ یا اس کی کسی دنیاوی حیثیت یا حسن کی وجہ سے قائم نہیں فرمایا بلکہ یہ مقام اس کی ذمہ داری اور اس کی قربانیوں کی وجہ سے فرمایا

جماعت احمدیہ برطانیہ کے انچاسویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 22 اگست 2015ء کو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں مستورات سے خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کل فی زمانہ کسی بھی معاشرے میں، ملک میں عورتوں کی تعداد کے لحاظ سے بڑی اہمیت ہے۔ یعنی اس جمہوری دور میں اگر کوئی اہمیت ہے تو اس لئے کہ دنیا داروں کی نظر میں عورتوں کی تعداد مَردوں سے زیادہ ہے۔ دنیا کے سیاسی نظام میں ہم دیکھتے ہیں تو بڑے بڑے ملکوں کے سیاستدان بھی اپنے انتخابات میں، انتخابی پروگراموں میں اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم عورتوں کے یہ حقوق قائم کریں گے اور وہ حقوق قائم کریں گے۔ پھر عورتوں کی توجہ کھینچنے کے لئے مختلف حیلے اور طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ دنیا دار عورتیں سمجھتی ہیں کہ جو عورتوں کی تعریفیں ہو رہی ہیں، جن کے وعدے ان سے ہو رہے ہیں وہ اس لئے ہیں کہ اب ترقی یافتہ ممالک میں عورت کی مردوں کے ساتھ برابری کو تسلیم کر لیا ہے اور ہماری تعریفیں جو کسی بھی رنگ میں کی جا رہی ہیں حقیقی تعریفیں ہیں اور ہمارے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اس کو حقیقت اور فطرت کے معیار پر پرکھے تو پتا چلے گا کہ اس میں بھی مردوں کے یا سیاستدانوں کے اپنے مفادات کا پلڑا بھاری ہے۔ بیشک عورت نے پڑھ لکھ کر اور معاشرے میں اپنے حقوق کی آواز اٹھا کر، اپنے طرفدار پیدا کر کے جن میں ان کے حقوق کی تنظیمیں بھی شامل ہیں اپنا مقام حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی ان سے امتیازی سلوک ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے۔ اس ترقی یافتہ معاشرے میں بھی سوائے کسی پیشہ ورانہ مہارت کے میدان کے عورت کو عام ملازمت کی صورت میں مردوں سے کم ہی معاوضہ ملتا ہے چاہے وہ کسی بہانے سے کم مل رہا ہو۔ گھروں میں خاوندوں کی سختیوں اور مار پیٹ کا بھی یہاں کی عورت بن رہی ہے۔ کہنے کو تو یہاں محبت کی شادیاں ہوتی ہیں، پسند کی شادیاں ہوتی ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد ہی اختلافات اور مردوں کی سختی مار دھاڑ کی وجہ سے ساٹھ سے پینسٹھ فی صد تک رشتے ٹوٹ جاتے ہیں، ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ شادیاں ٹوٹ رہی ہوتی ہیں۔

پس عورت کی اہمیت آج کل کے حکومتی نظاموں میں مجبوری کی وجہ سے تو ہے لیکن اس کی حقیقی قدر کی وجہ سے نہیں۔ غرض کہ یہ اہمیت حقیقی قدر کے علاوہ بہت سی دوسری وجوہات کی وجہ سے ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے عورت کی جو قدر اور مقام قائم فرمایا وہ اس کی تعداد کی زیادتی کی وجہ سے یا اس کی کسی دنیاوی حیثیت یا حسن کی وجہ سے قائم نہیں فرمایا بلکہ یہ مقام اس کی ذمہ داریوں اور اس کی قربانیوں کی وجہ سے قائم فرمایا۔

ایک موقع پر جب آنحضرت ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے جب ایک عورت صرف اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں رکھتے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی سوچ رکھتے ہوئے حاضر ہو کر بے دھڑک ہو کر کچھ سوال کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف برابر کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن مردوں کو تو بے شمار ایسے مواقع ملتے ہیں جب ان کی بظاہر ہم پر فضیلت لگ رہی ہوتی ہے۔ وہ ہمارے سے بعض جگہوں پر بعض کام کر کے آگے نکل رہے ہوتے ہیں جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے والے بن رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں جو مردوں پر فرض ہے عورتوں پر فرض نہیں۔ جمعہ اور دوسرے اجتماعات میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں یہ بھی مردوں کے لئے زیادہ فرض ہے۔ نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ حج کے بعد

حج کرتے چلے جاتے ہیں۔عورتیں بھی حج کرتی ہیں لیکن مردوں کے حج کرنے کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔سفر کی سہولتوں کی وجہ سے بھی یا دوسری وجوہات کی وجہ سے ان کو زیادہ مواقع ملتے ہیں۔اور سب سے بڑھ کر اس عورت نے سوال کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جب آپ میں سے کوئی حج، عمرہ یا جہاد کے لئے جاتا ہے تو ہم عورتیں آپ کے اموال اور آپ کی اولاد کی حفاظت کرتی ہیں۔ان کے کپڑے بنتی ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھتی ہیں۔پس کیا ہمارا یہ گھروں کی حفاظت کرنا، بچوں کی تربیت کرنا، ہمیں ان نیکیاں کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں جتنے ثواب کا مستحق بناتی ہیں۔ یہ سوال ہے۔تو آنحضرت ﷺ نے اس عورت کو یہ نہیں فرمایا کہ تُو کیا باتیں کر رہی ہے۔گھروں کا خیال رکھنا اور بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینا تجھے کس طرح جہاد جیسے عظیم کام کا ثواب دلوا سکتی ہے۔ بلکہ آپ نے اپنا چہرہ مبارک پاس بیٹھے ہوئے صحابہؓ کی طرف موڑا اور فرمایا کہ کیا اس سے زیادہ عمدہ طریق سے کوئی عورت اپنے مسئلے اور معاملے کو پیش کر سکتی ہے؟ صحابہ نے بھی آگے سے یہ نہیں کہا، یہ عرض نہیں کی کہ عورتوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ یہ اپنے گھریلو فرائض کی ادائیگیوں کو ہماری جہاد جیسی بڑی قربانی کے مقابل پر پیش کر رہی ہیں۔اس لئے حضور ان پر سختی کریں اور سرزنش کریں اور ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنی عورتوں کے دماغ ٹھیک کریں۔ بلکہ صحابہ جو آنحضرت ﷺ کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ تھے بڑے کھلے دل سے یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں نہیں پتا تھا کہ عرب کی مظلوم عورت جو اسلام سے پہلے ایک حقیر چیز سمجھی جاتی تھی اور وہ اس مجلس میں آ کر بات کرنے اور جرأت سے بات کرنے پر سزا کی مستحق ٹھہرتی تھی، آج اسلام کی خوبصورت تعلیم اور آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی کی وجہ سے اس اعلیٰ معیار پر پہنچ گئی ہے کہ اپنا معاملہ اس خوبصورتی سے پیش کر سکتی ہے۔ہم تو کبھی یہ گمان بھی نہیں کر سکتے تھے۔اُس وقت یقیناً آنحضرت ﷺ نے بھی سمجھا ہوگا اور آپ سے فیض یافتہ صحابہؓ نے بھی سمجھا ہوگا کہ ان اعلیٰ معیار پر پہنچنے والی عورتوں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی فکر کرنے والی عورتوں کی گودوں میں پلنے والی نسلیں یقیناً محفوظ ہو گئی ہیں۔اور عورتوں کا یہ سوال ان کے اس عمل اور خواہش اور کوشش کا اظہار کرتا ہے کہ مسلمانوں کی نسلیں محفوظ ہاتھوں میں ہیں اور رہیں گی اور ان کی کوکھ سے وہ قوم تیار ہو رہی ہے جو کبھی اسلام کے جھنڈے کو نیچا نہیں ہونے دے گی۔ بہر حال اس کے بعد آپ اس سوال کرنے والی خاتون جو حضرت اسماءؓ تھیں ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے عورت! اچھی طرح سمجھ لے اور جن کی تُو نمائندگی کرنے کے لئے آئی ہے ان کو بھی جا کر بتا دے کہ خاوند کے گھر کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنے والی اور اولاد کی تربیت کرنے والی عورت کو وہی ثواب ملے گا جو اس کے خاوند کو دوسری نیکیاں بجالانے اور جہاد کرنے سے ملتا ہے۔ (اسد الغابہ جلد 6 صفحہ 19۔اسماء بنت یزید الاشھلیہ۔دار الفکر بیروت 2003ء)

آج کل مسلمان جہاد جہاد کی باتیں کرتے ہیں اور غیر مسلم جو ہیں جہاد کا نام لے کر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیشک جہاد کے غلط تصور کی وجہ سے بعض مسلمان عورتیں بھی متاثر ہو رہی ہیں۔ان ملکوں سے بھی کاموں کے لئے چلی جاتی ہیں۔مسلمان ممالک میں نام نہاد جہادی تنظیموں میں شامل ہو رہی ہیں۔لیکن آنحضرت ﷺ نے تو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنے والی، خاوند کی جائیداد کی حفاظت کرنے والی کو جہاد جتنا ثواب حاصل کرنے کی خوش خبری دی ہے۔

یہ بھی واضح ہو کہ جہاد جہاں جنگ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے وہاں ہمیں قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ جب دین کو ختم کرنے کے لئے دشمن پہل کرے تو اس کا سختی سے جواب دو، نہ کہ ذاتی خواہشات کی تکمیل اور لوٹ مار کے لئے اور ظلم و بربریت کے اظہار کے لئے۔ بہر حال یہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔اس وقت تو عورت کی اہمیت کی بات ہو رہی ہے جو اسلام نے قائم کی۔

پس یہ ہے وہ مقام جو آنحضرت ﷺ نے عورت کو دلوایا کہ تمہیں کس طرح مردوں جتنا ثواب مل رہا ہے۔ایک کم علم مسلمان عورت ترقی

یافتہ ممالک کے معاشرے میں رہتے ہوئے، ان ملکوں میں رہتے ہوئے پریشان ہوجاتی ہے۔ یا تو جھینپ کر ایک کونے میں لگ کر بیٹھ جاتی ہے یا پھر آزادی کے نام پر ان جیسا بننے کی کوشش کرتی ہے اور دین سے دور ہٹتی ہے۔ نہیں جانتی کہ اسلام عورت کو کیا مقام دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ عورت کی حقیقی اہمیت اور عزت کا جو مقام آنحضرت ﷺ نے عورت کو دیا اس کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہوگیا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں اپنی عورتوں سے بے تکلفی سے گفتگو کرنے سے ڈرنے لگ گئے تھے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں جو عورتوں کو بری لگے اور ہماری شکایت ہوجائے۔ اس بے تکلفی کے دوران کوئی سخت بات کہہ کر کہیں ہم آنحضرت ﷺ کے سامنے مجرم بن کر پیش نہ ہو جائیں۔ (ماخوذ از صحیح البخاری۔ کتاب النکاح۔ باب الوصاۃ بالنساء۔ حدیث نمبر 5187)

اب بتائیں کہ ترقی یافتہ ممالک میں آزادی کے نام پر لاکھ قانون بنانے کے باوجود کیا مردوں میں کوئی خوف ہے؟ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ عورت اس معاشرے میں رہنے کے باوجود، اپنی آزادی کا نعرہ لگانے کے باوجود گھر میں خوفزدہ ہے۔ اس لئے کہ اگر کہیں ظاہری چوٹیں نظر نہ آئیں تو مرد ظلم کرنے کے باوجود قانون کو دھوکہ دے جاتا ہے۔ اور یہاں بھی گھروں میں، اس یورپین معاشرے میں بھی، ان مقامی لوگوں میں بھی مار دھاڑ ہوتی ہے۔ یہ صرف ایشین کا ہی شیوہ نہیں ہے۔ عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد جس طرح غیر ترقی یافتہ ممالک میں گھر بچانے کے لئے ظلم سہتی ہے، یہاں بھی سہتی ہے۔

مجھے یاد ہے غالباً فرانس میں ایک دفعہ ایک ہوٹل میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ ڈیوٹی والے خدام نے ہمارے لئے لفٹ کا دروازہ کھلا رکھنے کے لئے بیچ میں کھڑے ہو کر انتظار کرنا شروع کیا۔ یہ ایک آدھ منٹ کا معاملہ ہوگا، زیادہ دیر تو نہیں کھڑا ہوا جا سکتا۔ اتنے میں ایک فیملی دو بچے اور میاں بیوی لفٹ میں داخل ہونے لگے تو خادم نے روکنے کی کوشش کی۔ اس عرصے میں ہم بھی وہاں پہنچ گئے۔ میں نے خادم کو کہا کہ انہیں لفٹ میں جانے دو۔ یہ پہلے پہنچے ہیں ان کا حق ہے۔ اور میں نے خاتون کو اشارہ کیا کہ آپ لوگ چلے جائیں لیکن وہ زیادہ با اخلاق تھیں وہ رک گئیں اور خاوند کو بھی اشارہ کیا کہ ہم رک جاتے ہیں ان کو پہلے جانے دو۔ اس پر اس کے خاوند نے اس ظالمانہ طریق پر اسے جھڑکا ہے اور کافی دیر تک برا بھلا کہتا رہا کہ اس بیچاری کی آنکھوں میں آنسو تھے لیکن بولی نہیں۔ لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ کسی یورپین ملک کا شخص ہے۔ کسی بالکل جاہل طبقے کا شخص لگتا تھا اور اس عورت کا جو صبر اور شرمندگی تھی وہ بھی دیکھنے والی تھی اور جو اس کی برداشت تھی وہ بھی قابل قدر تھی۔ اس کا وہ جو برداشت اور صبر میں نے دیکھا ہے اس کا آپ میں سے بھی شاید بہت کم ایسی ہونگی جو اظہار کر سکیں۔

پس ان کے ہاں آزادی عورت کے حقوق دینے میں نہیں بلکہ عورت کو ننگا کرنے میں ہے۔ لیکن ایک مومنہ عورت جو اپنے آپ کو لجنہ کی ممبر کہتی ہے جس نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی لونڈی بننے کا عہد کیا ہے اس عورت کی آزادی بشرطیکہ جس کا خاوند بھی مومن ہو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ باوجود اللہ کی لونڈی کہلانے کے اس کی آزادی کا مقام، معیار بہت بلند ہے جس کا یہ مغربی لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن شرط مومن ہونا ہے اور مومنہ ہونا ہے۔ صحابہؓ اپنی بیویوں سے غلط بات کرتے ہوئے ڈرتے تھے تو صرف اس لئے کہ وہ ایمان میں بڑھنے والے تھے۔ علم تھا کہ ان کا غلط رویّہ جب اللہ تعالیٰ کے رسول کی ناراضگی کا موجب بنے گا تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی باعث ہوگا۔

عورت کے حقوق کی اہمیت اور اس کی ادائیگی نہ کرنے پر اس زمانے میں ہم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اِدراک فرمایا ہے وہ حقیقی اسلام ہے۔ آپ علیہ السلام نے مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہیں اپنے فرائض کی ادائیگی کی اہمیت، بیویوں کے جو حقوق تمہارے ذمہ ہیں اور جو ان کے تمہارے ذمہ ہیں ان کا پتا ہو اور ان کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں جو گناہ تمہیں ہونا ہے اس کا پتا ہو تو

شاید تم ایک شادی بھی نہ کرو، کجا یہ کہ دو یا تین یا چار شادیوں کی باتیں کرو۔ بے شک خاص حالات میں اسلام میں زیادہ سے زیادہ چار تک شادیاں کرنے کی اجازت ہے لیکن شرائط اتنی سخت ہیں اور ان کو نہ پورا کرنے کا گناہ مرد پر اتنا ہے کہ وہ شاید ایک شادی سے بھی بچے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 63-64۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بہر حال عورت کا مقام اور اہمیت قائم ہونے کی بات ہو رہی تھی تو آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی اس کو بلندیوں پر پہنچاتا ہے جب ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر چوتھی دفعہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ اور پھر اس طرح قربت کے لحاظ سے باقی رشتہ دار۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب۔ باب بر الوالدین وانہما احق بہ۔ حدیث نمبر 2548)

یہ اس لئے ہے کہ عورت اپنے بچے کی تربیت میں سب سے زیادہ کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی پیدائش پر تکلیف اٹھاتی ہے۔ اس کو پالنے میں تکلیف اٹھاتی ہے۔ اس کو ہر تھوڑے وقفے کے بعد دودھ پلانا، اس کی صفائی کرنا یہ بہت بڑا کام ہے جو اس کی نیندیں خراب کرتے ہیں۔ غرض کہ اپنے آرام اور اپنی نیند کو وہ قربان کر رہی ہوتی ہے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا اس کی اچھی تربیت کر کے اسے معاشرے کا ایک اچھا انسان بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ اسلام میں ماں بچوں کی جنت کی یونہی تو ضامن نہیں بنا دی گئی۔ ماں کی اولاد کی تربیت، اسے نیکیوں پر چلانا، اسے ملک و قوم کا بہترین فرد بنانا، اسے عابد بنانا، اسے دین سکھانا، اسے جان مال وقت کو قربان کرنے کی اہمیت کا احساس دلانے والا بنانا اور پھر اس کے لئے ہمہ وقت اس کو تیار کرنا اور اس کا تیار رہنا یہ چیزیں ہیں جو اس بچے کو جنت میں لے جاتی ہیں۔ مجھ سے ایک جرنلسٹ نے پوچھا کہ اسلام میں عورت کی کیا حیثیت ہے؟ لمبی بات تو نہیں ہو سکتی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ وہ بچے کو ایک تو بہترین تربیت کر کے، اسے معاشرے کا بہترین فرد بنا کر جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے جس سے دو جنتیں حاصل ہوتی ہیں اس دنیا کی بھی اور مرنے کے بعد کی بھی۔ پھر ماں سے اس کی بچے کی خاطر قربانی کی وجہ سے جو حسن سلوک کا حکم ہے اگر بڑا ہو کر بچہ وہ حسن سلوک ماں سے نہیں کرتا تو ایسے بچے کی جنت میں جانے کی ضمانت نہیں ہے۔ اور پھر ایسی تربیت کرنے والی ماں جو بچے کا خیال رکھنے والی ہو، اس کی تربیت کرنے والی ہو، اس کو یہ احساس دلانے والی ہو اور ایسی خدمت کرنے والی ہو جو کبھی احسان نہ جتائے ایسی ماں پھر خود بھی جنت میں جاتی ہے۔ ماؤں کی خدمت بچے کے لئے کسی انعام یا احسان کے لئے نہیں ہوتی بلکہ ایک قدرتی جذبہ ہے جس کے تحت وہ خدمت کر رہی ہوتی ہے۔ اور یہی چیز پھر ماؤں کو جنت میں لے جانے کا بھی باعث بنتی ہے۔ اب بتائیں کہ عورت کو اسلام میں کوئی اہمیت اور حیثیت ہے یا نہیں۔ وہ کہنے لگی کہ میں سمجھ گئی۔ اس جرنلسٹ کو سمجھ آ گئی۔

پس مائیں اس اہم نکتے کو سمجھیں۔ اس معاشرے میں رہتے ہوئے دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے، پیسے کمانے کے لئے، صبح سے شام تک باہر رہ کر کام کر کے اور شام کو تھک ہار کر گھر آ کر بچوں پر توجہ نہ دے کر انہیں ہلاکت میں نہ ڈالیں بلکہ ان کی تربیت اور تعلیم کی طرف بھر پور توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو تو اس کا ایک یہ مطلب بھی ہے کہ اپنی ظاہری دنیاوی خواہشات اور جذبات کے لئے اپنی اولاد پر عدم توجہ کر کے ان کو ہلاک نہ کرو۔ اس مغربی معاشرے میں اس بات کو سمجھنا اور بھی آسان ہے۔ جہاں رشتے ٹوٹتے ہیں اور بہت سے بچے سنگل پیرنٹس (single parents) کی زندگی گزار رہے ہیں، ان کے تحت رہتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تعلیم میں کمزور ہو جاتے ہیں۔ نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے بری صحبت میں چلے جاتے ہیں۔ نشہ اور دوسری برائیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

پس میاں بیوی کو آپس کی رنجشوں کو بچوں کی پیدائش کے بعد بچوں کی خاطر قربانی کرتے ہوئے ختم کرنا چاہئے ورنہ بچوں کے بگڑنے کا بہت زیادہ امکان ہے۔ مردوں کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اپنی خواہشات کے پجاری نہ بنیں۔ اپنی نسلوں کو برباد ہونے سے بچائیں اور دونوں میاں بیوی اپنے دلوں میں تقویٰ پیدا کریں۔

پھر کہنے والے کہہ دیتے ہیں، اعتراض کرنے والے اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام لڑکیوں کو اپنا رشتہ طے کرنے کی آزادی نہیں دیتا۔ اگر حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں تو یہ اسلام کی تعلیم کا معاملہ نہیں بلکہ بعض ملکوں اور قبائل اور برادریوں کی روایات کا معاملہ ہے۔ برصغیر پاکستان اور ہندوستان میں قطع نظر اس کے کہ کوئی مسلمان ہے یا ہندو ہے یا سکھ ہے یہ مسئلہ ہمیں نظر آتا ہے۔ اور پھر مذہب کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ برادریوں کے لحاظ سے بھی ذات پات کے لحاظ سے بھی ماں باپ اپنی بیٹیوں کو دوسری برادری اور ذات میں بیاہنے نہیں دیتے۔ یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں۔ کوئی ذات، کوئی برادری کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ اسلام کہتا ہے کہ رشتوں کے وقت لڑکی کی مرضی کو اہمیت دو۔ بہت ساری لڑکیاں مجھے بعض دفعہ لکھتی بھی ہیں کہ ہمارے ماں باپ صرف اس لئے شادی نہیں کرتے کہ فلاں لڑکا بیشک احمدی ہے لیکن ہماری برادری کا نہیں ہے ہماری ذات کا نہیں ہے یا اس کی ذات کم ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں۔

ایک لڑکی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئی کہ میرا باپ میرا رشتہ فلاں مال دار شخص سے کر رہا ہے۔ اب یہ نہیں کہ کوئی معمولی آدمی تھا۔ بڑا صاحب حیثیت اور مال دار شخص تھا اس سے وہ رشتہ کر رہا ہے۔ اب عام طور پر ایک غیر دین دار لڑکی ہو تو وہ تو کہے بڑی اچھی بات ہے۔ اس کے مال سے میں فائدہ اٹھاؤں گی۔ لیکن وہ حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ فلاں مال دار شخص سے رشتہ کر رہا ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی۔ پس ایک تو مجھے وہ شخص پسند نہیں ہے۔ دوسرے میرا باپ جس معیار پر میری شادی اس سے کرنا چاہتا ہے وہ صرف اس کا مال ہے۔ گویا کہ وہ مجھے اس مال دار شخص کے ہاتھ میں بیچ رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا تُو آزاد ہے۔ کوئی تجھ پر جبر نہیں کر سکتا۔ تُو جو چاہے کر۔ اس بچی نے عرض کیا مَیں اپنے باپ کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی اس سے بھی میرا تعلق ہے۔ مَیں تو صرف آپ سے فیصلہ کروا کر ہمیشہ کے لئے عورت کا حق قائم کرنا چاہتی ہوں۔ اب حق قائم ہو گیا ہے اب خواہ مجھے تکلیف پہنچے۔ مَیں باپ کی خاطر اس قربانی کے لئے تیار ہوں۔

(سنن نسائی۔ کتاب النکاح۔ باب البکر یزوجھا ابوھا وھی کارھۃ۔ حدیث نمبر 3269)

پس ان لوگوں کے لئے اس میں ہدایت ہے جو بعض دفعہ بے جا سختی کرتے ہیں۔ ایک مومن عورت کو اور خاص طور پر احمدی کو یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس زمانے میں حقیقی مومنہ وہی ہے جس نے آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کی بیعت کی ہے۔ اس کا یہ عہد ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔ پس دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور رشتے کرتے ہوئے بھی سامنے رکھیں۔ اسی طرح احمدی لڑکوں سے مَیں یہ کہوں گا کہ وہ احمدی لڑکیوں سے رشتے کریں۔ آنحضرت ﷺ نے رشتہ پسند کرنے کی جو چار وجوہات بتائی ہیں ان میں سے ایک دین ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نہ عورت کی خوبصورتی دیکھو نہ خاندان دیکھو نہ دولت دیکھو۔ جو چیز دیکھنے والی ہے وہ دین ہے وہ دیکھو۔

(صحیح بخاری۔ کتاب النکاح۔ باب الاکفاء فی الدین۔ حدیث نمبر 5090)

پس دین دار لڑکیوں سے رشتہ کریں اور لڑکیوں کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دین دار بنیں اور خود اپنے نیک نصیب ہونے کے لئے بھی دعائیں کریں۔ جماعت میں احمدی بچیوں کے رشتوں کے بہت مسائل ہیں۔ بہت سی ایسی جگہیں پریشانی کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ حل فرمائے اور ان کی پریشانیاں بھی دور فرمائے۔ مَیں تو باقاعدگی سے ان کے لئے دعا کرتا ہوں اور

ہر ایک کو کرنی بھی چاہیئے۔

بہر حال جو بات مَیں کہہ رہا تھا وہ یہ کہ رشتوں کے بارے میں اسلام لڑکی کی رائے کو اوّلیت اور اہمیت دیتا ہے اور وہ ماں باپ جو اس پر عمل نہیں کرتے اور اپنی بچیوں پر ظلم کرتے ہیں وہ اسلام کو بھی بدنام کرتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے رشتوں سے منع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہو، برادری اور پیسے کی وجہ سے رشتوں میں روکیں نہیں ڈالنی چاہئیں۔ بعض بچیاں خط لکھتی ہیں جیسا کہ میں نے کہا کہ رشتہ اچھا ہے، احمدی ہے لیکن ماں باپ بعض دفعہ برادری اور خاندان کی وجہ سے یا اپنی ذاتی اناؤں کی وجہ سے، تعلقات کی وجہ سے انکار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے باپوں کو بھی عقل دے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان فرمایا ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے جنہوں نے ہر موقع پر ہماری راہ نمائی فرمائی ہے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ اسلام کے ہر حکم میں حکمت ہوتی ہے اور عورت کے بارے میں اگر بعض احکامات ہیں تو وہ عورت کی اہمیت اور اس کی عزت اور وقار قائم کرنے کے لئے ہیں اس لئے اسے خوش دلی سے تسلیم کرنا چاہیئے۔

بعض جگہ لجنہ کی رپورٹس میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ آج کل پردے پر بہت زور دیا جاتا ہے اور لڑکیوں کی طرف سے، بعض نوجوانوں کی طرف سے یہ سوال اٹھتے ہیں کہ ہم پردہ پردہ سن کے تنگ آ گئی ہیں۔ پردہ کیا ہے؟ یہ حیا کا قائم کرنا ہے۔ اگر پردہ کر کے بے حیائی قائم رہتی ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور حیا جسم کو ڈھانپنے میں ہی ہے۔ عورت کی زینت اور خوبصورتی اس کا پردہ ہی ہے جس کا ہر احمدی عورت سے اظہار ہونا چاہیئے اور یہ قرآنی حکم ہے اگر اس کا بار بار زور دے کر ذکر نہ کیا جائے تو کیا یہ کہا جائے کہ بے حیائی بے حیائی کے نعرے لگاؤ؟ مَیں یہ نہیں سمجھتا کہ کوئی احمدی، سچی احمدی عورت یا لڑکی یہ چاہتی ہو کہ اس طرح کے نعرے لگائے۔ پردے کا حکم بھی عورت کی عزت کی حفاظت اور اس کی اہمیت کے پیش نظر ہے۔ اس کے بارے میں ایک دو اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ ہوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونا چاہیئے تھی کیونکہ کل جُگ ہے۔'' (اور زمین پر یہ آخری زمانہ ہے) ''اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خوری کا زور ہے اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کی دلوں میں سے عظمت اٹھ گئی ہے۔ زبانوں پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بَنوں میں (یعنی جنگلوں میں) چھوڑ دیا جائے۔''

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 174)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غَضِّ بَصَر کریں۔'' صرف عورتوں کو پردے کا نہیں کہتا مردوں کو بھی کہتا ہے۔ ''جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا جو نتیجہ ہؤا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں۔ ان کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔'' اور اب انٹرنیٹ نے مزید اس گند کو اچھال اچھال کر دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدّنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بے شک جائیں۔ لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔'' ''اپنی نظریں نیچی رکھیں۔'' ''مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے اور نہ ان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔ اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو'' عورتوں کو۔ ''اسلام شہوات کی بناء کو کاٹتا ہے۔'' اس

کی بنیاد کو کاٹتا ہے۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 448-449 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق وفجور کی جڑ ہے۔'' یہ اس زمانے میں آپ علیہ السلام نے کہا جب یہاں بھی حیا کا کوئی تصور تھا۔ اور اب تو بہت ساری جگہوں پر بالکل اٹھ گیا ہے۔ ''جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفّت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔'' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں اگر یہ آزادی جو ملی ہے اس سے عورت کی عزت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو میں مان لیتا ہوں غلطی پر ہوں۔ ''لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصّہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق وفجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔'' (ملفوظات جلد 7 صفحہ 134۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اگر یہ سب کچھ پابندیوں کے بعد بھی ہوتا ہے تو آزادی کے بعد تو بہت کچھ ہوگا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ حکم بھی جو پردے کا ہے کہ عورت اپنے آپ کو ڈھانک کر رکھے اس کی اہمیت کے پیش نظر ہے۔ عورت کی اہمیت کے لئے، عورت کی عزت و وقار قائم کرنے کے لئے ہے۔ کوئی حکم بھی ایسا نہیں کہ عورت کو مردوں سے کم تر اور مردوں سے نچلے درجے کا سمجھ کر اسے حکم دیا جا رہا ہو۔ گھروں میں عورت کی اہمیت ہے۔ بچوں کی تربیت کی وجہ سے عورت کی اہمیت ہے۔ اپنے رشتے طے کرنے کے وقت لڑکی کی رائے کی اہمیت ہے۔ پردے کا حکم ہے تو اس کی اہمیت ہے۔ پس اس کے بعد کسی قسم کی جھینپ یا احساس کمتری پیدا ہونے کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اب دعا کر لیں۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

خلیفۃ المسیح کے خطبات ضرور سنیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وقت کی چند ایجادات کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا کہ ''جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اُسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں'' آج دیکھیں سیٹلائٹ، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ نے اس میں مزید وسعت پیدا کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائیدات کے طور پر ایم ٹی اے اور انٹرنیٹ بھی آپ کو مہیا فرما دیا ہے جس کے ذریعہ سے (دعوت الی اللہ) کا کام ہو رہا ہے۔ یہ سب دین واحد پر جمع کرنے کے سامان ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ تو یہ انتظامات فرما رہا ہے لیکن ہمیں بھی اس کے حکموں پر چلتے ہوئے اس زمانہ میں اپنی سوچوں کو وسعت دیتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ اپنی اور اپنی نسل کی فکر کرتے ہوئے اس انقلاب میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے جہاں ہم اَتْمَمْتُ۔۔۔ کے نظارے دیکھتے ہوئے فیض پانے والے ہوں۔

(خطبات مسرور جلد پنجم۔ صفحہ 420)

خلافت علیٰ منہاجِ نبوت

(فرزانہ نثار مجلس نتیدال)

1۔خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کونصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے.

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ النور کی آیت 57-56 میں فرماتا ہے:۔

56۔وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ص
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ط يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـــًٔا ط وَمَنۡ كَفَرَ
بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ہ

57۔وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ہ

ترجمہ:56۔تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کوخلیفہ بنایا اوران کے لئے ان کے دین کو، جواس نے ان کے لئے پسند کیا،ضرور تمکنت عطا کرے گا اوران کی خوف کی حالت کے بعد ضرورانہیں امن کی حالت کی میں بدل دے گا۔وہ میری عبادت کریں گے۔میرے ساتھ کسی کوشریک نہیں ٹھہرائیں گے۔اور جواس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جونافرمان ہیں۔

57۔ اورنماز کوقائم کرواورزکوٰۃ ادا کرواوررسول کی اطاعت کروتا کہ تم پررحم کیا جائے۔

یہ آیت جوآیت استخلاف کہلاتی ہےاس میں خلفاء کی جوعلامات بتائی گئی ہیں اس سے سچے اور جھوٹے میں فرق کیا جاسکتا ہے۔

1۔خلیفہ خدا بناتا ہے یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا، نہ وہ خودخواہش کرتا ہےاور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ اسکی مدد انبیاء کے مشابہہ کرتا ہے۔کیونکہ فرمایا كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ۔

3۔یہ وعدہ امت سے اس وقت تک کے لئے ہے جب تک امت مؤمن اورعمل صالح کرنے والی ہو۔

4۔اللہ تعالیٰ ان کے دینی احکام اور خیالات کودنیا میں پھیلائے گا چنانچہ فرماتا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ۔

5۔ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا کہ وہ ان کے خوف کے بعد ان کے خوف کی حالت کواَمن سے بدل دیتا ہے۔

پھراطاعت رسول اس وقت ہوگی جب کہ اشاعت وتمکینِ دین کے لئے نمازیں قائم کی جائیں، زکوتیں دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پراطاعت کی جائے۔اِس طرح مسلمانوں کواللہ تعالیٰ نے اِس طرف توجہ دلائی ہے کہ اقامت صلوٰۃ اورزکوٰۃ کی ادائیگی بھی خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔چنانچہ ایسا ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں زکوٰۃ کی وصولی کا باقاعدہ انتظام تھا۔پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے عرب کے کثیر حصّہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔اورکہا کہ یہ حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا بعد کے خلفاء کے لئے نہیں ۔مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انکا یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اگر یہ لوگ اونٹ کے گھٹنے کو باندھنے والی رسی بھی زکوٰۃ میں دینے سے انکار کریں تو میں اُن سے جنگ جاری رکھوں گا اوراُسوقت تک بس نہیں کروں گا۔جب تک کہ اُن میں سے اِس رنگ میں زکوٰۃ وصول نہ کرلوں جس رنگ میں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ادا کیا کرتے تھے۔چنانچہ آپؓ مہم میں کامیاب ہوئے اورزکوٰۃ کا نظام پھر جاری ہوگیا۔جو بعد کے خلفاء کے زمانوں میں بھی جاری رہا ۔مگر جب خلافت نہ رہی تو مسلمانوں میں زکوٰۃ کی وصولی کا بھی انتظام نہ رہا ۔یہی اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں فرمایا ہے کہ اگرخلافت کا نظام نہ ہوتو مسلمان زکوٰۃ کے حکم پرعمل ہی نہیں کرسکتے۔اِس کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ جیسا کہ اسلامی تعلیم کا منشاء ہے اُمراء سے لی

جاتی اور ایک نظام کے ماتحت غُرباء کی ضروریات پر خرچ کی جاتی ہے۔اب ایسا وہیں ہوسکتا ہے جہاں باقاعدہ نظام ہو۔ایک اکیلا آدمی اگر چند غُرباء میں زکوٰۃ کا روپیہ تقسیم کر بھی دے تو اِس کے خوشگوار نتائج نہیں نکل سکتے۔

اِسی طرح اقامتِ صلوٰۃ بھی خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی اور اِسکی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصّہ جُمعہ ہے۔جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگایا جاسکتا ہے۔مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہوسکتا ہے کہ چین، جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں کیا ہورہا ہے، اِس کے لئے ہمیں کیا کرنا ہے اور اسلام ہم سے کن قربانیوں کا مطالبہ کررہا ہے۔اگر ایک خلیفہ ہوگا تو ایک مرکز بھی ہوگا اور ایک نظام بھی ہوگا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب اطاعت ہوگا۔خلیفہ کے اِس نظام کے تحت تمام دنیا کی رپوٹیں پہنچتی رہیں گی۔جب لوگوں کو علم ہوگا، آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے، فلاں قسم کی خدمات کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کی ضرورت ہے۔تو اُن میں اعتماد، یقین، جوش اور ولولہ کے ساتھ ساتھ اطاعت کا مادہ بھی ہوگا۔جیسا کہ حنفیوں کا یہ فتویٰ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں کوئی سلطان نہ ہو جُمعہ پڑھنا جائز نہیں۔اِس کی تہہ میں چھپی ہوئی حکمت ہے جو ایک خلیفہ کی ضرورت اور اہمیت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اِسی طرح عیدین کی نمازیں ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت سے ثابت ہے آپ ﷺ ہمیشہ قومی ضرورتوں کے مطابق خطبات پڑھا کرتے تھے مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی ضرورتوں کا علم نہیں ہوسکتا۔جس کے نتیجہ میں انسان (مسلمان) حالات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے خود بھی دھوکے میں رہے گا اور دوسروں کو بھی دھوکے میں مبتلا دیکھے گا۔ (خلافت راشدہ از خلیفۃ المسیح ثانیؓ صفحہ نمبر 72-73)

اِسی طرح اطاعتِ رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہوا ہے، خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پِرو دیا جائے۔یوں تو صحابہ کرام بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔اور صحابہ کرام بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔پھر صحابہ کرام اور آج کل کے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ یہی کہ صحابہ کرام میں ایک نظام کے تحت ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حدِ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اُسی وقت اُس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہوجاتے۔لیکن اطاعت کی یہ روح آجکل کے مسلمانوں میں مفقود ہے۔مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے بھی رکھیں گے، اور حج بھی کریں گے، مگر اِن کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہوگا۔کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔پس جب بھی خلافت ہوگی، اطاعتِ رسول بھی ہوگی۔اور اطاعتِ رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے اب نمازوں پہ زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینے لگ جائیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پہ زور دینے لگ جائیں۔اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن پہ قربان ہونے کی ضرورت ہے تو وہ اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہوجائیں غرض کہ یہ تین باتیں ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔اگر خلافت نہ ہوگی تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتیں رہیں گی۔تمہاری زکوٰۃ اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول بھی جاتی رہے گی۔

(خلافت راشدہ از خلیفۃ المسیح ثانیؓ صفحہ نمبر 74)

ہماری جماعت کو چونکہ ایک نظام کے تحت رہنے کی عادت ہے اور اِس کے ہر فرد کے اندر اطاعت کا مادہ ہے اس لئے اگر اِنہیں آج اُٹھا کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رکھ دیا جائے تو وہ اُسی طرح اطاعت کریں گے جس طرح صحابہؓ کیا کرتے تھے۔لیکن اگر کسی غیر از جماعت کو اپنی بصیرت کی آنکھ سے تُم اُس زمانہ میں لے جاؤ تو تمہیں وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے دیکھائی دیں گے۔آج کے زمانے میں ہم مسلمانوں کو اِنتشار کی حالت میں دیکھ رہے ہیں جس کا فرق واضح ہے کہ وہ کس نعمت سے محروم ہیں۔اے نادانو! خدا تعالیٰ کی اِس نعمت کو پہچانو تاکہ تمہیں امن نصیب ہو۔اور خدا تعالیٰ ہمیں اِس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جماعتِ احمدیہ پہ خلافت کا سایہ ہمیشہ برقرار رکھے تا ہم خلافت کی برکات سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہیں۔آمین

ہے نعمت سے ہم کو خُدا نے نوازا

جفاؤں کے انداز ہیں کیسے کیسے
لگائے کوئی زَخم اور کوئی مَرہم

خُدا نے عطا کی سکینت کی دولت
ہوئے جب کبھی زخمِ جاں پھر سے بَرہم

گو شیشۂ دل میں ہے تصویر اس کی
مگر چاند تاروں میں تنویر اُس کی

اُسی نے ہی ہم کو خلافت عطا کی
دلوں کے ورق پر ہے تحریر اُس کی

ہے پوشاکِ گُل میں وہ دلبر ہمارا
کروڑوں ہی کلیوں کا ہے وہ سہارا

ہیں سائے تلے ہم خلافت کے ہردم
ہے نعمت سے ہم کو خدا نے نوازا

ہے بابِ روحانی یہ حُبِّ مسیح کا
اِسی میں وَفاؤں کی مخفی کہانی

کبھی کُہرِ غم سے جو پھیلا اَندھیرا
اُسی کو لکھی ہم نے اپنی کہانی

خدا سے وہ ہر آن ہم کو ملائے
اُسی کی مَحبّت کے نغمے سنائے

سبوئے مُحمَّد سے جامِ لبالب
وہ صبح و مسائے کَشوں کو پلائے

خدایا! اِسے عمرِ صحت عطا کر
ہے ٹوٹے دلوں کا وُہی اک سہارا

اِسے فتح و نصرت عطا کر الٰہی
ہے کندھوں پہ اس کے بہت بوجھ بھارا

وہ دلکش ہے دلبر ہے راہبر ہمارا
نہیں ناز اُس بِن ہمارا گذارا

طاہرہ زرتشت (ناز)

خلافت کی اہمیت خلفاء احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں

(بلقیس اختر مجلس تھوئین)

صد شکر اس خدا کا جس نے ہمیں خلافت جیسی عظیم نعمت دی اور زندگی کے ہر میدان میں ہماری راہنمائی کے لئے خلفاء کا بابرکت وجود عطا کیا۔ احمدیت اور خلافت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ خلافت ایک مضبوط کڑا ہے جسے کوئی نہیں توڑ سکتا۔ یہ فضلِ ربی ہے جو خوش نصیبوں کے حصے میں آتا ہے جماعت احمدیہ کے خلفاء نے خلافت کے قیام کے لئے بے شمار نصائح ارشاد فرمائی ہیں لیکن اس باغ سے صرف چند پھول ہی چنے جا سکے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔''

(خطبات نور۔ص 131 از خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی صفحہ 65)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''گجرات کے دوستوں نے سنایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہوئے تو ایک اہلِ حدیث مولوی نے ہمیں کہا اب تم لوگ قابو آئے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہے اور تم میں خلافت نہیں ہوگی تم لوگ انگریزی دان ہو اس لئے خلافت کی طرف نہیں جاؤ گے وہ دوست بتاتے ہیں کہ دوسرے دن تار موصول ہوئی کہ جماعت نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کی بیعت کر لی ہے اور ان کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے۔ جب احمدیوں نے اُس مولوی کو بتایا تو کہنے لگا نور الدین پڑھا لکھا آدمی تھا اس لئے اُس نے جماعت میں خلافت قائم کر دی اگر اُس کے بعد خلافت رہی تو پھر دیکھیں گے۔ جب حضرت خلیفہ اوّل فوت ہوئے تو کہنے لگا اُس وقت اور بات تھی اب کوئی خلیفہ بنے گا تو دیکھیں گے۔ دوست بتاتے ہیں کہ اگلے دن تار پہنچی کہ جماعت نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ اس پر کہنے لگا یار و تم بڑے عجیب ہو، تمہارا کوئی پتہ نہیں لگتا۔''

(خطاب حضرت مصلح موعود فرمودہ 24.12.1945 بر موقع جلسہ سالانہ قادیان، از الفضل 17,18.04.1946 از خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی صفحہ 104)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جماعت احمدیہ کی بنیاد ہی خلافت پر ہے اور خلافت جو ہے اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ کسی نے بہت شاندار عمارت بنائی تھی اس نے اس کی بنیادوں کے نیچے چھ چھ انچ ریت ڈالی۔ ریت کے ذرے بڑے کمزور ہوتے ہیں لیکن اس ریت کو اس طرح باندھا کہ وہ پتھر سے زیادہ مضبوط بنی اور اس ساری تعمیر کا بوجھ اس نے اپنے اوپر اٹھا لیا اس طرح خلافت جو ہے اسے ریت کے ذرّے سمجھ لو کیونکہ حقیقی طور پر خلفائے راشدین کی خلافتوں میں سے ہر خلافت کی نمایاں خصوصیت عاجزی ہے انہوں نے اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھا لیکن خدا تعالیٰ نے الٰہی ریت کے ذروں کو اپنی قدرت کی انگلیوں میں کچھ اس طرح پکڑا کہ وہ ساتویں آسمان تک جانے والی اتنی بلند عمارت کا بوجھ برداشت کرنے کے قابل ہو گئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21.08.1970 بحوالہ خطبات ناصر جلد سوم ص 11-310، مطبوعہ 2006 از خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی صفحہ 188)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اس وقت جماعت احمدیہ میں تیسرے خلیفہ کا زمانہ گزر رہا ہے۔ چنانچہ مجھ سے پہلے ہر دو خلفاء کا اور میرا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر خلیفہ مجدد بھی ہوتا ہے لیکن ہر مجدد خلیفہ نہیں ہوتا کیونکہ خلافت ایک بہت اونچا مقام ہے ایسے مجدد سے جو خلیفہ نہیں یعنی اس معنی میں جس کو ہم خلافت راشدہ کہتے ہیں۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے خلفاء ہوں گے پھر بادشاہت شروع ہو جائے گی اور پھر آخری زمانے میں منہاج نبوت پر خلفاء کا زمانہ آجائے گا اور یہ کہہ کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پھر اس کا سلسلہ قیامت تک چلے گا۔ یہی مطلب ہم لیتے ہیں کیونکہ یہی مطلب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیا۔'' (الفضل 21.05.1978 از خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی صفحہ 189)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''خلافت کے قیام کا مدعا توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اٹل۔ زائل نہیں ہو سکتا، اس میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں آئے گی۔۔۔۔ یہ خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا جائے گا کہ میری عبادت کرو گے، میرا کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے، کامل توحید کے ساتھ تم میری عبادت کرتے چلے جاؤ گے اور میری حمد و ثنا کے گیت گایا کرو گے۔ یہ وہ آخری جنت کا وعدہ ہے جو جماعت احمدیہ سے کیا گیا ہے اور مجھے یقین ہے اور جو نظارے ہم نے دیکھے ہیں اور جن کے نتیجہ میں غم کے دھاروں کے علاوہ حمد کے دھارے ساتھ بہہ رہے ہیں اور شکر کے دھارے بھی ساتھ بہہ رہے ہیں ایسے حیرت انگیز ہیں کہ آج دنیا میں کوئی قوم اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی جو جماعت احمدیہ کا مقام اس دنیا میں ہے وہ کسی اور جماعت کا نہیں۔''

(روزنامہ الفضل 22.06.1982 ص 4-3 از خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی صفحہ 216)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''خلیفہ بھی جو نبی کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی ایک جماعت کے ذریعہ مقرر کردہ ہوتا ہے وہ بھی اس تعلیم کے انہیں احکامات کو آگے چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعہ ہم تک پہنچائے اور اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت کر کے ہمیں بتائے۔ تو اب اسی نظام خلافت کے مطابق جو آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت میں قائم ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رہے گا ان میں شریعت کے مطابق ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔ اگر کسی وقت خلیفہ وقت کی غلطی یا غلط فہمی کی وجہ سے کوئی ایسا فیصلہ ہو جاتا ہے جس سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو اللہ تعالیٰ خود ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ اس کے بدنتائج کبھی بھی نہیں نکلتے اور نہ انشاء اللہ نکلیں گے۔''

(خطبہ جمعہ 26.09.2003 بمقام مسجد فضل لندن۔ الفضل انٹرنیشنل 27.11.2003-21 ص 3 از خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی صفحہ 280)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آپ کا خلافت احمدیہ کے ساتھ تعلق اور پیار کا رشتہ عارضی اور وقتی نہ ہو بلکہ مستقل ہو۔ ہمیشہ رہنے والا ہو، اپنی نسلوں میں جاری کرنے والا ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی خاطر اس تعلق کی وجہ سے آپ کی گودوں میں پرورش پانے والی مائیں اور آپ کی گودوں میں پرورش پانے والے مستقبل کے باپ جماعت احمدیہ کو ہمیشہ ملتے رہیں۔ جن کی گودوں سے وہ بچے پروان چڑھیں جو جماعت اور خلافت احمدیہ پر جان نچھاور کرنے والے ہوں آپ کی گودوں سے وہ بچے پل کر جوان ہوں جن کی زندگیوں کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانا ہو اور حضرت محمد ﷺ کا جھنڈا تمام دنیا پر گاڑنا ہو اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس سوچ اور عمل کے ساتھ زندگی گزارنے والا ہو۔'' (از خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی صفحہ 274)

اے میرے پیارے خدا! میری یہی دعا ہے کہ ہمارا اور ہماری نسلوں کا ہر لمحہ خلافت احمدیہ کے سائے میں کٹے۔ آمین

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امن کے سفیر

(شمائلہ ظہیر مجلس سٹونز)

آج دنیا ایک تلاطم خیز دور سے گزر رہی ہے۔ یہ واضح نظر آ رہا ہے کہ حالات و واقعات دنیا کو غیر معمولی تیزی کے ساتھ ایک خوفناک تیسری عالمی جنگ کی طرف دھکیل رہے ہیں، حالات تیزی سے قابو سے باہر ہو رہے ہیں۔ لوگ کسی ایسے شخص کے منتظر ہیں جو منظر عام پر آئے اور ایسی ٹھوس اور سنجیدہ راہنمائی کرے جو قابلِ اعتماد ہو جس کی باتیں دل و دماغ دونوں پر یکساں اثر کریں اور وہ انہیں کسی ایسے راستہ کے موجود ہونے کی امید دلائے جو امن کا راستہ ہو۔

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے 22 اپریل 2003 کو خلیفہ منتخب ہونے کے بعد دنیا میں اسلام کی سچی اور امن پسند تعلیم کا پیغام پہنچانے کی ایک مہم کا آغاز کیا۔ آپ دنیا بھر میں احمدی مسلمانوں کے روحانی پیشوا ہونے کی حیثیت سے امن اور محبت کے حسین پیغام کے ذریعہ بڑے پُر زور انداز میں اسلام کا دفاع کر رہے ہیں۔ آپ پچھلے کئی سالوں سے بلا خوف و خطر دنیا کو حالات سے آگاہ کر رہے ہیں کہ دنیا ان حالات تک کیسے پہنچی اور اب کس طرح تباہی سے بچ سکتی ہے۔ اور احمدی مسلمان بھی آپ کی راہنمائی میں مسلم اور غیر مسلم دنیا میں امن کے لئے قرآن کریم کا مقدس پیغام، کانفرنس اور مجالس کا انعقاد اور کروڑوں اشتہار تقسیم کر رہے ہیں۔

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے وضاحت سے اعلان کیا ہے کہ دنیا کے لئے امن کے حصول کا واحد راستہ عاجزی، انصاف کی راہ اپنانے، انکسار اور اطاعت کے ساتھ خدا کی طرف آنے میں ہے۔ اسی طرح بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی، کمزور کی مدد اور عزت اور غم خواری، سچائی اور تقویٰ کے راستہ پر چلتے ہوئے عاجزی اور اخلاص کے ساتھ اپنے خالق کی طرف واپس رجوع کرنے میں ہے۔

دنیا کے راہنماؤں کو خطوط:

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے راہنماؤں کو خطوط لکھ کر قرآن مجید کی اس تعلیم کی طرف توجہ دلائی:

''اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ سزا میں بہت سخت ہے۔''

(سورۃ المائدہ آیت نمبر 3)

اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر کو آپ نے خط میں لکھا:

''آج ہر طرف اضطراب اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے یعنی دنیا کے کچھ خطوں میں چھوٹے پیمانہ پر جنگیں شروع ہو چکی ہیں جبکہ بعض اور علاقوں میں عالمی طاقتیں قیامِ امن کے بہانہ سے مداخلت کر رہی ہیں۔ آج دنیا کا ہر ملک یا تو کسی دوسرے ملک کی دشمنی پر کمر بستہ ہے یا کسی دوسرے کا حمایتی بنا ہوا ہے لیکن انصاف کے بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے کی طرف کوئی بھی متوجہ نہیں۔ عالمی حالات کو دیکھتے ہوئے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک اور عالمی جنگ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔'' (عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ نمبر 167)

اسرائیل کے وزیراعظم کو خط میں آپ نے لکھا:

''میری آپ سے درخواست ہے کہ دنیا کو جنگ کے دہانہ پر پہنچانے کی بجائے اپنی انتہائی ممکنہ کوشش کریں کہ انسانیت عالمی تباہی سے محفوظ رہے۔ باہمی تنازعات کو طاقت کے استعمال سے حل کرنے کی بجائے گفت وشنید اور مذاکرات کا راستہ اپنائیں تا کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کو تابناک مستقبل مہیا کرسکیں نہ یہ کہ ہم انہیں معذوریوں کا تحفہ دینے والے ہوں۔'' (عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ نمبر 161)

امریکہ کے صدر اوباما کو خط میں اس طرف توجہ دلائی:

''سیاسی اور اقتصادی مسائل نے کئی چھوٹے ممالک کو ایک بار پھر جنگ پر مجبور کر دیا ہے اور بعض ممالک داخلی بدامنی اور عدم استحکام کا شکار ہیں۔ان تمام اُمور کا منطقی نتیجہ ایک عالمی جنگ کی صورت ہی نکلے گا۔ اگر چھوٹے ممالک کے جھگڑے سیاسی طریق کار اور سفارت کاری کے ذریعہ حل نہ کیے گئے تو لازم ہے کہ دنیا میں نئے جتھے اور بلاک جنم لیں گے اور یقیناً یہ امر تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ ہوگا۔ ایسی صورت حال میں دنیا کو ترقی پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے زیادہ ضروری بلکہ ناگزیر ہے کہ ہم دنیا کو اُس عظیم تباہی سے بچانے کی کوشش کریں۔ بنی نوع انسان کو خدائے واحد کو پہچاننے کی سخت اور فوری ضرورت ہے جو سب کا خالق ہے اور انسانیت کی بقا کی یہی ضمانت ہے، ورنہ دنیا تو رفتہ رفتہ تباہی کی طرف گامزن ہے ہی۔'' (عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ نمبر 176)

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان عالمی راہنماؤں کے نام خطوط لکھے:

پوپ بینیڈکٹ XVI

مسٹر بنیامین نیتن یاہو وزیراعظم اسرائیل

محمود احمدی نژاد صدر اسلامی جمہوریہ ایران

باراک اوباما صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ

مسٹر سٹیفن ہارپر وزیراعظم کینیڈا

عبداللہ بن عبدالعزیز السعود بادشاہ سلطنت سعودی عرب

مسٹر وین جیاباؤ وزیراعظم چین

مسٹر ڈیوڈ کیمرون وزیراعظم برطانیہ عظمیٰ و شمالی آئرلینڈ

محترمہ انجیلا مرکل صاحبہ چانسلر جرمنی

فرانس ہولاندے صدر جمہوریہ فرانس

ملکہ عالیہ الزبتھ ثانی برطانیہ

آیت اللہ علی حسینی خامنئی سرپرست اعلیٰ ایران

مسٹر کریملن صدر روسی فیڈریشن

قیامِ امن کے لئے مختلف ممالک کے سفراور اہم شخصیات سے خطاب:

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جب سے خلافت کے منصب پر فائز ہوئے ہیں اب تک مختلف ممالک کا دورہ

فرما چکے ہیں۔آپ نے آسٹریلیا، جرمن پارلیمنٹ، ہالینڈ، ناروے،کینیڈا، جاپان، سپین، نیوزی لینڈ، آئیر لینڈ اور سنگا پور کے علاوہ اور بھی کئی ممالک کے دورے کئے اور دورانِ سفر بارہا باور کروایا کہ قوموں کے لئے تباہی کے کنارے سے واپسی کا راستہ باہمی تعلقات میں انصاف کی فراہمی کو مرکزی حیثیت دینے میں ہے۔اگر آپس میں تنازعات بھی ہوں تو پھر بھی انہیں انصاف سے حل کرنے کی ضرورت ہے ان میں سے کچھ کو یہاں مختصر بیان کروں گی۔

22 اکتوبر 2008ء کو برطانوی پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنز میں آپ نے **عالمی بحران پر اسلامی نقطہ نظر** کو بڑے پر اثر انداز میں بیان کیا، جس میں معزز ممبران، سیاستدان اور مختلف شعبہ کے ماہرین شامل تھے۔

2012ء میں جرمنی میں وفاق کی فوج سے خطاب کرتے ہوئے **وطن سے محبت کے متعلق اسلامی تعلیمات** کو تفصیل سے بیان کیا۔

24 مارچ 2012ء لندن انگلستان نویں **امن کانفرنس** پر **ایٹمی جنگ کے تباہ کن اور کامل انصاف کی اشد ضرورت** کو بیان کیا۔

27 جون 2012ء کو **کیپٹل ہل واشنگٹن ڈی سی** میں ایک تاریخی واقعہ اور اپنی نوعیت کا پہلا اجلاس ہوا۔جس میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اہم اراکین کانگریس وسینٹ، سفیروں، وائٹ ہاؤس، اور سٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے سٹاف ،غیر سرکاری تنظیموں کے راہنماؤں، مذہبی قائدین، اساتذہ کرام، مشیروں، سفارتی نمائندوں، تھنک ٹینکس اور پینٹاگان کے نمائندوں اور میڈیا کے افراد سے خطاب فرمایا۔بعدازاں آپ کو پورے اہتمام سے ایوان نمائندگان میں لے جایا گیا جہاں آپ کے دورہ امریکہ کے احترام میں ایک قرارداد پیش کی گئی۔اس قرارداد کے ابتدائی تعارفی حصہ میں بیان ہے کہ:

''امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا مسرور احمد جو جماعت کے روحانی اور انتظامی سربراہ ہیں کو ان کی واشنگٹن آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں اور امن عالم، انصاف، عدم تشدد، حقوق انسانی، مذہبی آزادی اور جمہوریت سے ان کی وابستگی کو سراہتے ہیں۔''

3-4 دسمبر 2012ء کو آپ نے **برسلز میں یورپین پارلیمنٹ** کا پہلا دورہ کیا جہاں آپ نے 30 ممالک کے 350 نمائندگان سے کھچا کھچ بھرے ہال میں تاریخی خطاب **''امن کی کنجی۔بین الاقوامی جہاد''** کے موضوع پر کیا۔

2012ء ہیمبرگ جرمنی میں بیت الرشید مسجد کے افتتاح کے موقع پر **کیا مسلمان مغربی معاشرہ میں ضم ہو سکتے ہیں؟** کے موضوع پر اسلام کی پرامن تعلیم اور حب الوطنی کو بیان کیا۔

11 جون 2013ء **انگلستان** میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں پارلیمنٹ ہاؤس لندن میں **اسلام۔امن اور محبت کا مذہب** کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

4 نومبر 2013ء کو **نیوزی لینڈ** کی **نیشنل پارلیمنٹ ویلنگٹن** میں **امنِ عالم۔وقت کی ضرورت** کے موضوع پر حضورِ انور نے ایک تاریخ خطاب فرمایا۔

سالانہ امن کانفرنس:

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے 2004ء میں سالانہ قومی امن کانفرنس کا آغاز کیا۔جس میں امن اور ہم آہنگی کے خیالات اور جذبات کے فروغ کے لئے تمام طبقہ ہائے فکر کے افراد شامل ہوتے ہیں۔اس کانفرنس میں ہر سال وُزرا، ممبران پارلیمنٹ، سیاست دان،

مذہبی راہنما اور دیگر معزیزین شامل ہوتے ہیں۔

احمدیہ مسلم پرائز برائے فروغ امن:

2009ء سے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے قیامِ امن کے لئے خصوصی کوشش کرنے والے افراد یا ادارے کے لئے ''احمدیہ مسلم پرائز برائے فروغ امن'' کا آغاز کیا۔ جو ہر سال باقاعدگی سے دیا جا رہا ہے۔ اب تک ان افراد یا ادارہ کو یہ پرائز دیا جاچکا ہے۔

2010ء	Lord Eric Avebury UK
2011ء	Abdul Sattar Edhi Pakistan
2012ء	SOS Children's Villages UK
2013ء	Oheneba Boachie- Adjei US
2014ء	Magnus MacFarlane_Barrow UK
2015ء	Sindhutai Sapkal India
2016ء	Hadeel Qasim Hussein Al_Okbi Iraq

ان مبارک کوششوں کو دنیا بھر کے میڈیا میں پذیرائی حاصل ہو رہی ہے اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اسلام، امن، حب الوطنی اور خدمتِ انسانیت کا علمبردار ہے۔

خدا تعالیٰ اس پیارے امن کے سفیر اور بادشاہ کو لمبی صحت و سلامتی والی زندگی عطا کرے اور ان کی کوششوں میں بہت زیادہ برکت ڈالے۔ آمین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا:

''قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کرسکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔''

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامیں رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دار و مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2003ء)

خلافت خامسہ اور خدمت خلق

(رعنا گلِ انور مجلس ہولملیا)

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد جس چیز کو اہمیت دی ہے وہ اُس کی مخلوق سے ہمدردی کرنا اوران کے کام آنا ہے ۔

قرآنِ کریم میں بہت سے احکام مخلوقِ خدا سے حسنِ سلوک کے بارے میں ہیں ۔ضرورت مندوں کی مدد کرنا' صدقات کرنا' یتیموں اور مسکینوں سے حسن سلوک' ہمسائیوں اور مسافروں کی ضرورت کا خیال رکھنے کی تاکید بھی کی گئی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ''تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہے پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضرورت کا خیال رکھتا ہے ۔'' (حدیقۃ الصالحین: حدیث:720)

انہی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 'خدمت انسانیت' کو شرائط بیعت میں شامل کیا ہے۔نویں شرطِ بیعت میں ہے۔''عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔'' آپ علیہ السلام کے خلفاء نے باقی شرائط کی طرح اس شرط کو منصوبہ بندی کے ساتھ شاندار طریقے سے نبھایا ۔

''نوع انسانی پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے'' (ملفوظات جلد8 ص102)

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے ایک لمبا عرصہ تک گھانا کے غیر ترقی یافتہ علاقوں میں زراعت کے میدان میں فلاحی کاموں میں بھرپور حصہ لیا۔آپ نے خدمتِ خلق کی طرف نوجوان طبقے کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ''نویں شرطِ بیعت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کے دل میں دوسروں کی مدد اور خلق اللہ کے کام آنے کی قدر اور اہمیت نقش ہو جانی چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو مختلف قابلیتوں سے نوازہ ہے پس ہم سب کا فرض ہے کہ ہم ان خداداد صلاحیتوں کو دوسروں کی مدد کے لیے خاص طور پر ضرورت مندوں کے فائدہ کے لیے استعمال کریں۔ہر ایک کو چاہئے کہ وہ دوسروں کی خاطر اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو استعمال کرے۔مثال کے طور پر ڈاکٹرز اپنی طبی خدمات استعمال کر سکتے ہیں۔اساتذہ تعلیم فراہم کر سکتے ہیں۔انجینئر بھی اپنے فن کی مہارت پیش کر سکتے ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہے وہ دوسروں کے لیے اپنی دولت خرچ کر سکتے ہیں اور انہیں کرنی بھی چاہئے۔جہاں تک مالی قربانی کا تعلق ہے تو مجھے اس کی خوشی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کی کثیر تعداد ہے جو کہ بنی نوع کے فائدے کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہے اور اس مقصد کے لیے اپنا وقت اور اپنی کوششیں صرف کرتے ہیں۔یہ بات عہدیداروں اور رضا کاروں میں بھی دونوں میں پائی جاتی ہے۔جماعتِ احمدیہ کا ایک تاثر جو غیر از جماعت لوگوں میں قائم ہو چکا ہے وہ بھی انہیں کاموں کی وجہ سے ہے جو وہ انسانیت کی خدمت کے لیے کرتے ہیں اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد مالی قربانی اور وقت کی قربانی کی تحریکات میں کسی نہ کسی میں ضرور شامل ہوتا ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 17 اپریل۔2015ء)

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ غیر احمدی اکثر یہ سن کر حیران ہو جاتے ہیں کہ مختلف پیشہ ور احمدی احباب دنیا کے پسماندہ علاقوں تک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا پیار حاصل کرنے کے لیے جاتے ہیں وہ یہ سن کر مزید حیران ہوتے ہیں کہ یہ لوگ ایک پیسہ تک ضائع نہیں کرتے بلکہ ان میں سے بعض تو سفر کے اخراجات بھی خود ہی برداشت کرتے ہیں اور بغیر کسی اجرت کے اپنا وقت' مہارت اور خدمت پیش کرنے کو ایک اعزاز سمجھتے ہیں یہ سب اُسی روح کے نتیجے میں ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

نے اپنی جماعت میں پیدا فرمائی ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بہت سے مواقع پر اپنے پیروکاروں کو دوسروں کی خدمت اور ان کے درد کے احساس کی اہمیت کے متعلق نصائح فرمائیں ہیں۔مثال کے طور پر ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ”دین کے دو حصے ہیں ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع انسان سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا ان کے لیے دعا کرنا“

(نسیم دعوت۔روحانی خزائن جلد19 ص464)

پس اس جگہ آپ علیہ السلام نے جماعت احمدیہ مسلمہ کی ایک خوبصورت امتیازی خاصیت کو بیان فرمایا ہے جو شاذ و نادر ہی کہیں اور دیکھنے کو ملے گی یعنی احبابِ جماعت دوسروں کی خدمت کرتے ہوئے صرف اپنی دولت اور فن پر ہی انحصار نہیں کرتے بلکہ انسانی کوششوں کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اُس سے مدد اور نصرت بھی مانگتے ہیں وہ دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں محبت، ہمدردی اور بنی نوع انسان کی پیار کے حقیقی جذبہ کے ساتھ خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے اور وہ دعائیں کرتے ہیں کہ دوسروں کے دکھ درد مٹانے کے قابل ہو جائیں۔

احبابِ جماعت میں خدمت خلق کے جذبے کو ابھارنے کے لئے ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعے انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے کئی منصوبے بنائے گئے اور اسے انٹرنیشنل سطح پر متعارف کروایا گیا ۔24 جنوری 2015 کو ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل کی پہلی دوروزہ کانفرنس میں حضورِ انور نے ہیومینٹی فرسٹ کے سلسلے میں اپنی خدمات کو پیش کرنے والے افراد کو محنت اور لگن کا معیار بتاتے ہوئے فرمایا کہ ”یقیناً یہی وہ روح ہے جس کی بنیاد پر اس تنظیم کا نام ”ہیومینٹی فرسٹ“ رکھا گیا ہے یعنی انسانیت سب سے مقدم ہے اور ذاتی راحت و آرام ثانوی حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ ہر وہ شخص جس کا تعلق ہیومینٹی فرسٹ سے ہے خواہ وہ اس کی انتظامیہ میں سے ہے یا کارکنان ہیں یا رضا کار ہیں انہیں اس فلسفے اور اس کی روح کو سمجھنا چاہیے۔“

اس کام میں دعا کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ”ہیومینٹی فرسٹ کے ہر ممبر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف دعا اور دعا کے ہی نتیجے میں ان کی کوششیں بابرکت ہوں گی۔“

”درحقیقت مذہب بذاتِ خود ہیومینٹی فرسٹ کے مقاصد کے لئے ایک بنیادی محرک ہے پس یہ کہنا کہ ہیومینٹی فرسٹ خود مختار ہونی چاہیئے اور مذہب سے آزاد ہونی چاہیئے بالکل غلط ہے۔“ (الفضل انٹرنیشنل 17 اپریل تا 23 اپریل 2015ء)

آپ نے **IAAAE** ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے **22** جولائی **2014** کو فرمایا کہ

یہ ایسوسی ایشن ایک نہایت اہم فریضہ انسانیت کی خدمت اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے کا بخوبی نبھا رہی ہے۔مثلاً اس ایسوشی ایشن نے افریقہ میں ہزاروں کی تعداد میں پانی کے نلکے لگائے ہیں یا ان کی مرمت و بحالی کا کام کیا ہے جو قبل ازیں حکومتوں یا این جی اوز نے لگائے تھے اور ناکارہ ہو چکے تھے۔۔۔اور یہ انسانیت کی سچی خدمت ہے۔

اس کے علاوہ یہ ایسوسی ایشن خلیفۃ المسیح کی ہدایات کی روشنی میں ماڈل ویلیج کے منصوبے کے تحت گلیوں میں روشنی کا انتظام، پینے کا صاف پانی، مرکزی اجتماع کا مقام اور سبزیاں کاشت کرنے کی جگہ جیسی سہولیات فراہم کر رہی ہے۔بجلی آنے سے اب یہ لوگ **MTA** کے ذریعہ روحانی روشنی بھی حاصل کر رہے ہیں جس سے ان کا تعلق براہِ راست خلیفہ وقت سے قائم ہو گیا ہے۔اس کے علاوہ انسانیت کی محبت میں سرشار حضورِ انور نے احمدی ڈاکٹرز کو وقف کی تحریک، طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے تحریک، امداد و عیادت مریضان کی تحریک، سونامی کے متاثرین اور آزاد کشمیر

کے زلزلہ زدگان کے لئے تحریک، یتامیٰ کی خدمت کی تحریک، غریب بچیوں کی شادی کی امداد کی تحریک، بیوت الحمد سکیم میں شرکت کی تحریک وغیرہ پہ جماعت کے احباب کو توجہ دلاتے رہے۔

اس کے علاوہ آپ نے احباب جماعت کو انسانیت اور احمدی احباب کے لئے دعاؤں کی تحریک کے علاوہ ہفتہ میں ایک دفعہ روزہ رکھنے کی تحریک فرمائی۔ **2009**ء سے دنیا میں مخلوقِ خدا کے لئے امن کے سامان پیدا کرنے والوں کو امن پرائز دیئے جانے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک میں انسانوں کے حقوق کو قائم کرنے کے لئے امن کے حوالے سے خطاب فرمائے۔

حضورِانور نے ۳۰ جولائی 2014 بر موقعہ عید الفطر کے خطبہ میں فرمایا کہ

''خدا کی رضا کے تحت اپنی زندگی گزارنا حقیقی عید ہے۔ احمدی احباب اپنے پیسوں سے خوش ہوتے ہیں اور اپنے مفوضہ امور کی ادائیگی کے علاوہ بھی خدمت خلق میں مصروف رہتے ہیں ڈاکٹرز اور انجینئرز 18 18 گھنٹے خدمت کرتے ہیں اور کام سے ان کے دل میں بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ جب کسی عمل سے دل میں خوشی پیدا ہو تو وہ عمل جنت بن جاتا ہے اور اگر خوشی نہ ہو تو تکلیف بن جاتا ہے۔ کامل ایمان دل کی بشاشت سے پیدا ہوتا ہے جب عمل میں خوشی ہو اور کام بوجھ نہ بنے یہی حقیقی عید کا پیغام ہے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 16 جنوری تا 22 جنوری 2015ء)

آپ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ

''میں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمتِ انسانیت کر سکتا ہے۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آ سکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال و نفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ '' (روزنامہ الفضل 13 جنوری 2004ء)

اللہ تعالیٰ اس پیغام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ہمت عطا کرے۔ آمین

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

28

مئی کے جانثاروں کے نام

یہ کون نیزے پہ اٹھ کر ہنسا ہے مقتل میں ہوا کے ہونٹوں پہ لوگو! یہ نام کس کا ہے؟

کھڑے ہیں دونوں جہاں اشکبار، لب بستہ قضا کے چہرے پہ نقش دوام کس کا ہے؟

یہ کیسے چاند زمیں میں اتار آئے ہیں؟ زمانے چپ ہیں کہو یہ مقام کس کا ہے؟

ہزار پردوں میں قاتل چھپے مگر پھر بھی لہو پکار رہا ہے یہ کام کس کا ہے؟

نہ بے قراری، نہ ڈر ہے، نہ مصلحت کی آڑ یہ کیسی قوم ہے؟ اور یہ امام کس کا ہے؟

(الفضل انٹرنیشنل 11/ تا 17/ جولائی 2014ء)

جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ دلچسپ مجلس سوال و جواب

مختلف سوالوں کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی واقفین نو بچوں اور بچیوں کو ہدایات

(مبشرہ مبارکہ حامد)

ایک واقف نو نے سوال کیا کہ رمضان کے روزے رکھنے کی عمر کتنی ہوتی ہے یا کب سے روزے رکھنے کی اجازت ہوتی ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر تو صحت مند جسم ہے تمہاری طرح کا تو تم روزے رکھ سکتے ہو۔ جب برداشت کر سکتے ہو تو رکھ لو۔ لیکن یہ جو گرمیوں کے روزے ہیں لمبے ہوتے ہیں ان میں طلباء کو احتیاط کرنی چاہئے۔ اگر برداشت کر سکتے ہو تو تھوڑے تھوڑے روزے رکھ کر عادت ڈال لینی چاہئے اور اگر امتحان وغیرہ ہو رہے ہیں تو ان میں بہرحال ایک بوجھ پڑ رہا ہوتا ہے اس لئے ان دنوں میں پھر نہ رکھو۔ لیکن جب تم جوان ہو گئے، سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں بالغ ہو گئے تو پھر تمہارے اوپر فرض بن ہی جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کوئی معین عمر تو کہیں نہیں لکھی ہوئی لیکن بہرحال عادت ڈالنی چاہئے۔ بچپن میں، بالکل چھوٹی عمر میں بچوں کو نہیں کہنا چاہئے کہ روزہ رکھیں۔ بعض مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ کم عمر بچوں کو روزہ رکھوا دیتے ہیں۔ لمبے دن ہوتے ہیں۔ بچہ پیاس سے تڑپ رہا ہوتا ہے اس کو کمرے میں بند کر دیتے ہیں۔ اس طرح پاکستان میں کئی واقعات ہوتے ہیں کہ بند کر دیتے ہیں اور شام کو جب دروازہ کھلتے ہیں تو بچہ مرا پڑا ہوتا ہے تو یہ بھی ظلم ہے اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ اس لئے جب تک تمہیں برداشت ہو رکھ لو۔ ایک آدھ روزہ رکھ سکتے ہو۔ جس دن موسم ٹھنڈا ہو اُس دن رکھ لیا کرو۔ آجکل تمہاری عمر کسی بھی روزے کے فرض ہونے کی نہیں ہے۔

ایک واقف نے سوال کیا کہ جو لوگ رمضان میں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ وہ کیوں بیٹھتے ہیں؟ ویسے تو دوسرے لوگ بھی قرآن پڑھتے ہیں اور مکمل کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اعتکاف بیٹھنا ضروری تو نہیں ہوتا۔ تمہاری مرضی ہے بیٹھو یا نہ بیٹھو۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کی یہ سنت تھی آپ رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد نبوی میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور اعتکاف بیٹھنے والا پھر دس دن کے لئے دنیا سے اس لحاظ سے علیحدہ ہو جاتا ہے کہ گھر اور کاروبار کی کوئی فکر نہیں رہتی۔ اعتکاف اس لئے بیٹھتے ہیں تا کہ ان ایام میں صبح سے لے کے شام تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ دوسرے لوگ جو روزے رکھتے ہیں تو وہ ساتھ ساتھ اپنے کام بھی کرتے ہیں۔ روزہ رکھ کے دفتر بھی چلے جاتے ہیں۔ شام تک چار بجے تک دفتر رہتے ہیں۔ وقت ملے تو شام کو آ کے آدھا رکوع ایک رکوع یا ایک سپارہ یا آدھا سپارہ تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ لیتے ہیں۔ نمازیں کام کی وجہ سے مختصر کر کے پڑھتے ہیں۔ اعتکاف میں بیٹھنے والا جو نوافل کے وقت ہیں ان میں نفل بھی پڑھ سکتا ہے۔ ظہر سے پہلے تک اور ظہر کے بعد، پھر مغرب کے بعد، عشاء کے بعد نوافل پڑھ سکتے ہیں۔ پھر قرآن کریم پڑھ سکتا ہے۔ حدیث پڑھ سکتا ہے۔ دین کا علم بڑھا سکتا ہے۔ دعائیں کر سکتا ہے۔ مکمل چوبیس گھنٹے اس کے پاس ہیں۔ اس کی توجہ ان دس دنوں میں روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر رہتی ہے اور یہ ایک زائد کام ہے جو وہ کر رہا ہوتا ہے۔ اور وہ جو لوگ افورڈ (afford) کر سکتے ہیں وہ اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں بشرطیکہ مسجد میں بیٹھنے کی گنجائش بھی ہو۔ پس یہ سنت ہے آنحضرت ﷺ کی اور اس سنت کی پیروی میں لوگ بیٹھتے ہیں۔

ایک واقفہ نے سوال کیا کہ ہم نماز میں لذت کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: نماز کے تمہیں معنی آنے چاہئیں۔ سوچ سوچ کے پڑھو۔ جو عربی کے الفاظ ہیں انہیں

غور سے پڑھو۔ پھر سجدے میں جب جاتے ہیں تو اپنی زبان میں دعا کرو۔ رکوع میں جاتے ہو تو اپنی زبان میں دعا کرو۔ اور جو ہر ایک کی کوئی نہ کوئی خاص چیز ہوتی ہے جس کے لئے اس کو دل میں درد ہوتی ہے۔ اس کو سوچو اور دل میں لاؤ۔ اسٹوڈنٹ ہیں تو ان کو یہی ہوتا ہے کہ ہم پاس ہو جائیں تو ایک دم فکر پیدا ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں، ہمارے امتحان ہیں پاس ہو جائیں۔ اس میں وہ لذت آنی شروع ہوتی ہے پھر آدمی روتا ہے چلّاتا ہے۔ تو وہی مزہ آتا ہے اس کے بعد آہستہ آہستہ عادت پڑتی چلی جاتی ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کی سوچ بڑھتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے انسان کوشش کرتا ہے روتا ہے چلّاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نماز میں اور کچھ نہیں اور ایسی حالت پیدا ہوتی نہیں تو رونی شکل بنا لیا کرو۔ چاہے زبردستی بناؤ کیونکہ رونی شکل بنا کے بعض دفعہ رونا آجاتا ہے۔ پھر اس میں انسان آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے۔ دعا کرو۔ جو دعا درد سے ہو سوچ سمجھ کے ہو تو پھر لذّت آتی ہے۔ دعا ہونی چاہئے تو دل سے ہونی چاہئے۔ اور جب دل سے نکلتی ہے تو لذّت بھی آنے لگ جاتی ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل 11 جولائی 2014ء تا 17 جولائی 2014ء)

ایک واقف نے سوال کیا کہ حضور ہر خطبہ میں فرماتے ہیں کہ ہر احمدی کو جماعت کے ساتھ اپنا تعلق اور محبت پختہ کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں میرا سوال ہے کہ ایک واقف نو طالب علم اپنے تعلق کو جماعت سے ظاہر اور پختہ کرنے کے لئے کیا کر سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ اگر آپ اپنے آپ کو واقف نو سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ نے ہمیں وقف کیا تو کس لئے کیا۔ قرآن کریم کی اُس آیت پر عمل کرتے ہوئے کیا جس میں حضرت مریم کی والدہ نے کہا تھا کہ جو کچھ میرے بطن میں ہے، میرے پیٹ میں ہے مَیں اُسے تیرے لئے وقف کرتی ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کو کہا تھا۔ تو آپ کے والدین نے آپ کو خدا تعالیٰ کے لئے وقف کیا ہے۔ تو پہلے یہ سمجھو کہ خدا ہے کون اور جو خدا تعالیٰ نے پیدائش کا مقصد بتایا ہے اس کو سمجھو اور وہ کیا بتایا ہے؟ کہ میری عبادت کرو۔ اس لئے اللہ سے تعلق پیدا کرو۔ اور پہلی بات تو یہ ہے کہ اِس عمر میں پہلے تم لوگوں کو پانچ نمازوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ بہت سارے بچے اپنے گھروں میں دیکھ لیتے ہیں کہ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ یا سردیوں میں یا گرمیوں میں موسم کی شدت کی وجہ سے اگر نمازیں جمع ہو جائیں یا میرے دوروں کی وجہ سے نمازیں جمع ہو جائیں تو سمجھتے ہیں کہ تین نمازیں ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ نمازیں پانچ ہیں اور وقت پر پانچ نمازیں ادا کرو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ سے تعلق مضبوط کرو۔ پھر دین کا علم حاصل کرو۔ قرآن کریم کو پڑھو اس کا علم حاصل کرو۔ اس کو سمجھو پھر یہ اتنے زیادہ ہدایتوں پر مشتمل جو board لگائے ہوئے ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ ایک واقف نو کو یہی کرنا چاہئے۔ (الفضل انٹرنیشنل 24 جولائی 2015ء تا 30 جولائی 2015ء)

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

لجنات حضورِ انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نفل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لئے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جزاکم اللہ

حضرت محمد ﷺ اور رمضان

(عتیقہ احمد مجلس پرنسدال)

ہمارے پیارے آقا و مولا سرور کائنات فخر موجودات نے رمضان المبارک کو ماہ مواسات یعنی ہمدردی بھائی چارے اور اخوت کا مہینہ قرار دیا ہے۔ (مشکوۃ کتاب العلوم)

کائنات میں ہمدردی اور غمخواری میں کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہیں ہوا۔ آپ ﷺ بنی نوع انسان کیلئے بے حد ہمدرد تھے اور ہمدردی انسان کیلئے آپ ﷺ کا بحر سخاوت ہمیشہ جوش زن رہتا تھا۔ بخاری شریف کتاب الصوم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں جب جبرائیلؑ ہر رات آپ ﷺ سے ملتے تو سخاوت کا یہ بحر اور زیادہ جوش زن ہو جاتا جبرائیلؑ ہر رات آپ ﷺ سے ملاقات فرماتے جس کے نتیجہ میں یہ سخاوت تیز ہواؤں سے بھی سبقت لے جاتی۔

2 ہجری کو رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض ہوتے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ رسولِ پاک ﷺ نے اپنی زندگی کے نو۹ رمضان گزارے۔ ابتدا میں روزہ اختیاری تھا۔ جو کوئی روزے رکھنا چاہے یا غریبوں کو کھانا کھلانا چاہے اسکو اختیار ہوتا تھا۔ حضرت محمد ﷺ رمضان کے سنہری موقع سے بہترین فائدہ اٹھاتے تھے اور انکی رمضان کے دوران عبادت، اعمال صدقہ و خیرات ہمارے لئے بہترین عملی نمونہ ہیں۔

عبادت: پیامبر اسلام ﷺ رمضان کے مہینے میں کوشش کرتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ عبادت سرانجام دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدنی عبادتوں کے ساتھ ساتھ مالی عبادت میں بھی تیز رو آندھی سے بھی زیادہ تیز تھے۔ اس مہینے آپ ﷺ کی سخاوت اور صدقہ و خیرات اپنے عروج پہ ہوتا تھا کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور جب رمضان میں جبرائیلؑ آپ ﷺ کے پاس قرآن کا ورد کرنے آتے تو آپ ﷺ پہلے سے بھی زیادہ سخاوت کا اظہار فرماتے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بھلائی اور سخاوت میں آپ ﷺ موسلا دھار بارش اور اس میں چلنے والی تیز ہوا سے بھی زیادہ تیز رفتار دکھائی دیتے۔‘‘ (حدیقۃ الصالحین۔ حدیث نمبر:36)

رمضان کے مہینے میں آپ کوشش کرتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ اپنے خدا سے قریب ہوں اور عبادت بجالائیں اس غرض سے آنحضرت ﷺ بعض اوقات بہت کم وقت افطار میں صرف کرتے تھے تا کہ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزار سکیں۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمانؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا رسول پاک ﷺ رمضان میں بھی اور رمضان کے علاوہ بھی کبھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے تھے یہ نہ پوچھو کہ وہ کتنی طویل اور حسین ہوتی تھیں۔ پھر آپ چار رکعتیں پڑھتے تھے ان کے حسن اور طوالت کا نہ پوچھو۔ پھر آپ تین رکعت ادا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟
آپ ﷺ نے فرمایا ’’اے عائشہ میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ (حدیقۃ الصالحین۔ حدیث نمبر:244)

آداب روزہ: حضرت محمد ﷺ لوگوں کو روزہ کے دوران گالی دینے، غیبت کرنے اور لڑائی جھگڑے سے منع فرماتے تھے آپ ﷺ فرماتے تھے اگر کوئی تمہیں گالی دے تو تم اسکے جواب میں یہی کہو کہ میں تو روزے سے ہوں۔ آپ ﷺ چاند دیکھنے کی صورت میں یا ایک آدمی کی

گواہی کی صورت میں روزہ رکھتے تھے اور مذکورہ آدمی سے قسم کھانے کا مطالبہ نہیں کرتے تھے صرف انکی زبان پر اعتماد کرتے تھے۔اور اگر کہیں سے کوئی گواہی نہ ملتی اور نہ ہی چاند دکھائی دیتا تو آپ ﷺ تیس دن مکمل کرنے کا حکم دیتے تھے پیارے رسول کریم ﷺ کوشش فرماتے تھے کہ روزہ اوّل وقت میں افطار فرمائیں اور اپنے صحابہؓ کو بھی اس بارے میں ترغیب دیتے تھے۔ ہمیشہ کھجور یا پانی سے روزہ افطار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ افطار کے وقت معدہ خالی ہوتا ہے اور اس حالت میں میٹھا معدہ کیلئے مفید ہے اور اسی طرح پانی سے بدن کی خشکی دور ہوتی ہے۔آپ ﷺ افطار نماز سے پہلے تناول فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ افطار کے وقت مانگی جانے والی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ’’جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔‘‘ (حدیقۃ الصالحین۔حدیث نمبر:272)

اعتکاف: رمضان کی ایک اور اہم عبادت اعتکاف ہے۔دعویٰ نبوت سے قبل بھی رسول کریم ﷺ کو تنہائی میں جا کر اللہ کو یاد کرنے کا بہت شوق تھا۔چنانچہ غار حرا میں جا کر اعتکاف فرماتے بعد کے زمانے میں رمضان کی فرضیت کے بعد پہلے درمیانی عشرہ اور آخری عشرہ تک اعتکاف فرماتے رہے (بخاری کتاب الاعتکاف باب 1) جس میں آپ ﷺ غیر معمولی عبادت کی توفیق پاتے تھے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ میں نبی کریم ﷺ اپنی کمر ہمت کس لیتے تھے۔اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور عبادت الٰہی میں گزارتے تھے۔اور گھر والوں کو بھی جگا کر عبادت کے لئے تحریک فرماتے تھے۔اور اتنی محنت اور مجاہدہ آخری عشرہ میں فرماتے تھے کہ اتنا اہتمام کسی اور زمانہ میں نہیں ہوتا تھا۔
(مسلم کتاب الاعتکاف باب 3) آپ ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف میں گزارتے تھے اور اس عمل کیلئے مسجد کے ایک کونے کو منتخب فرماتے تھے آپ ﷺ آخری رمضان میں بیس دن اعتکاف میں بیٹھے۔آپ نے اپنی پوری زندگی میں ایک بار اعتکاف کو بعض وجوہ کی بنا پر ترک بھی کیا۔

لیلۃ القدر: لیلۃ القدر کی بھی رمضان میں بہت اہمیت ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے کچھ صحابہؓ کو لیلۃ القدر خواب میں رمضان کے آخری سات دنوں میں دکھائی گئی۔اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کے آخری ہفتہ پر متفق ہیں اس لئے جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش کرنا چاہے وہ رمضان کے آخری ہفتہ میں کرے۔آپ ﷺ نے فرمایا ’’رمضان کے آخری ہفتہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کرو۔‘‘ (حدیقۃ الصالحین ص320-321)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو اس میں مَیں کیا دعا مانگوں۔اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔تم یوں دعا کرنا: اے میرے خدا تو بخشنے والا ہے۔بخشش کو پسند کرتا ہے مجھے بخش دے اور میرے گناہ معاف کر دے۔ (حدیقۃ الصالحین ص321)

پھیلا ہے نور آپ ﷺ کا قریہ بہ قریہ کو بہ کو
دنیا کا حسن آپ ﷺ ہیں آپ ﷺ ہیں دیں کی آبرو
صلِ علیٰ نبیّنا صلِ علیٰ محمدٍ
صلِ علیٰ محمد صلِ علیٰ محمدٍ

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

رمضان میں تلاوت قرآن کریم کی اہمیت اور برکات

(نسیم مظفر مجلس بیت النصر اوّل)

سورۃ البقرہ آیت 186 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج

یعنی رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں.

یہ آیتِ کریمہ قرآن کریم کا رمضان المبارک کے ساتھ گہرا رشتہ باندھ رہی ہے۔قرآن کریم کا نزول رمضان میں شروع ہوا پھر رمضان کے بارہ میں قرآنی تعلیمات نازل ہوئی ہیں۔رمضان میں تمام احکام قرآن کے اُترنے کا عملی مظاہرہ اپنے عروج پر پہنچا ہوتا ہے جب اُس کے بندے اُس کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی عملی کوشش کرتے ہیں اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔پس یہ مہینہ ہمیں اس بارہ میں متوجہ کرتا ہے کہ ہم قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر تدبر و تفکر کرنے میں خصوصی توجہ دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی نفس کرتا ہے۔تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھل جاوے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروزہ اس پر کھلے کہ خُدا کو دیکھ لیوے۔

میں نے قرآن کے لفظ میں غور کیا تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے جب کہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی فرقان کے بھی یہی معنی ہیں یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبّر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورہ البقرہ آیت 186)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! رمضان کے مہینہ میں دُعاؤں کی کثرت تدریس قرآن، قیام رمضان کا ضروری خیال رکھنا چاہئے یاد رکھو اسی مہینہ میں قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا اور قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے اسی کی ہدایت کے بموجب عمل درآمد کرنا چاہیے۔ (حقائق الفرقان جلد اول ص 307) (یہ کچھ حصہ ماہنامہ انصار اللہ جون 2015ء ص 14 میں سے لیا گیا ہے)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے اور جس شخص کے دل میں اسلام اور ایمان کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔کتنی ہی صدیاں ہمارے محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان گزر جائیں، کتنے ہی سال ہمیں اور اُن کو آپس میں جُدا کرتے چلے جائیں۔ کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اور اُن میں حائل ہوتا چلا جائے لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور

سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے اور ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گئے ہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خُدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ تمام فاصلہ کو رمضان نے سمٹ سمٹا کر ہمیں خُدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔ وہ بُعد جو ایک انسان کو خُدا تعالیٰ سے ہوتا ہے وہ بُعد جو ایک مخلوق کو اپنے خالق سے ہوتا ہے وہ بُعد جو ایک کمزور اور نالائق ہستی کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خُدا سے ہوتا ہے وہ یوں سمٹ جاتا ہے وہ یوں مٹ جاتا ہے وہ یوں غائب ہو جاتا ہے جیسے سورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں خُدا اپنے بندوں کے لئے ظاہر ہوا اور اُس نے چاہا کہ پھر اپنے بندوں کو اپنے پاس کھینچ کر لے آئے اس کلام کے ذریعہ جو حبل اللہ ہے جو خُدا کا وہ رسہ ہے جس کا ایک سرا خُدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا مخلوق کے ہاتھ میں۔ اب یہ بندوں کا کام ہے کہ وہ اس رسہ پر چڑھ کر خُدا تک پہنچ جائیں۔'' (تفسیر کبیر جلد دوم ص 343)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں! پس مومنین کا فرض ہے کہ اس روشن تعلیم اور ہدایت سے پُر جامع کتاب قرآن کو جو حق و باطل میں فرق کرتی ہے اس مہینے میں جو رمضان کا مہینہ کہلاتا ہے جو روحانیت میں ترقی کا مہینہ کہلاتا ہے جس میں روزے رکھ کر انسان خُدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس میں ایک مومن اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی کوشش کرتا ہے اس میں قرآن کریم کو اپنے سامنے رکھو کہ تمہارا راہنما ہے اس مہینے میں اس پر غور کرو اس کی تلاوت پر جہاں زور دو وہاں اس کے احکامات پر غور کرتے ہوئے اپنی ہدایت کے سامان پیدا کرو۔ پس روزے کی اہمیت اس وقت ہے جب قرآن کی اہمیت ہو اس کی تعلیم کی اہمیت ہو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ اس تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش ہو پس اللہ تعالیٰ نے ان دنوں میں تزکیہ نفس پر زور دینے کی اہمیت دی ہے جس کا پتہ بھی قرآن کریم سے چلتا ہے جب یہ حالت ایک مومن کی ہو گی تب وہ اس خوبصورت تعلیم کو دُنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ (خطبہ جمعہ 20 اگست 2010ء خطبات مسرور جلد ہشتم ص 427)

تلاوت قرآن کے افضال و برکات

روز قیامت تلاوت قرآن شفاعت کرے گی: رمضان اور قرآن کا ایک اور گہرا تعلق یہ ہے کہ یہ دونوں ہمارے لئے روزِ قیامت اللہ کے حضور شفاعت کریں گے اور ہمارے لئے بخشش کے سامان پیدا کریں گے اس لئے رمضان میں خاص طور پر تلاوت قرآن کریم کی طرف خود بھی التزام کرنا چاہئے اور اپنے اہل و عیال کو بھی اس کا پابند کرنا چاہئے تا رمضان اور قرآن ہمارے لئے روزِ قیامت سفارش کریں۔

حدیثِ نبوی ﷺ ہے: آنحضور ﷺ نے فرمایا! کہ قیامت کے دن روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس شخص کو دن کے وقت کھانے پینے اور شہوات نفسانی سے روکا تھا پس میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا کہ اے میرے رب! میں نے اس شخص کو رات سونے سے روکا تھا۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس ان دونوں کی یہ سفارش قبول کی جائے گی۔ (بیہقی شعب الایمان)

حدیث قدسی ہے: آنحضور ﷺ نے فرمایا! ان دونوں یعنی روزے اور قرآن کی سفارش قبول کی جائے گی (مسند احمد حدیث نمبر 6337)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں! ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبّر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہیں سکے گی۔ (ملفوظات جلد اول ص 386)

قرآن کریم پڑھنے والوں پر نزولِ سکینت

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں! کہ جو لوگ اللہ کے گھروں میں اکٹھے ہو کر قرآن کریم پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے کو سکھاتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور خُدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان پر سایہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا اپنے فرشتوں سے ذکر کرتا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 1243)(انصار اللہ اگست 2010ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"بے شک قرآن کریم رمضان کے علاوہ بھی دوسرے مہینوں میں نازل ہوا ہے مگر رمضان المبارک کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں جس حد تک قرآن کریم نازل ہو چکا ہوتا تھا جبرائیلؑ اس کا رسول کریم ﷺ کے ساتھ مل کر دَور کیا کرتے تھے گویا دوسرے الفاظ میں دوبارہ تمام قرآن کریم آپ ﷺ پر نازل کیا جاتا پس اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ سارا قرآن کریم ہی رمضان میں نازل ہوا۔ ان دونوں معنوں کے لحاظ سے رمضان کا قرآن کریم سے تعلق صاف ظاہر ہے اور اس سے رمضان المبارک کی عظمت معلوم ہوتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ رمضان کا مہینہ قرآن کریم کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔

پس خُدا کے اس مقدس کلام کے شایانِ شان منانی چاہئے اور قرآن کریم کی سالگرہ یہی ہے کہ اسے بار بار پڑھا جائے اس کے معنی کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق حاصل کی جائے۔ چاہئے کہ ہر رمضان میں کم از کم ایک مرتبہ تو قرآن کریم کا دَور ضرور مکمل کیا جائے بلکہ حضور ﷺ کی جبرئیلؑ کے ساتھ دَور کرنے کی آخری سُنت تو دو مرتبہ ختم قُرآن کی ہے۔ اس پر عمل کرنا اور زیادہ باعثِ ثواب ہے۔

آنخضرت ﷺ جبرئیلؑ کے ساتھ دَور کرنے کے علاوہ بھی بہت قُرآن کریم پڑھتے سوائے آپ ﷺ کی زندگی کے آخری سال کے، جب قُرآن کریم مکمل نازل ہو چکا تھا اور آنخضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری مل گئی تھی کہ

اَلْیَوْ مَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ: 4)

ترجمہ: کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کو دین کے طور پر تمہارے لئے پسند کر لیا۔

اس آخری سال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق آنخضرت ﷺ نے فرمایا! کہ اس دفعہ جبرئیلؑ نے قرآن کریم کا دَور دو مرتبہ مکمل کروایا۔ (صحیح البخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث 3624) پس قرآن کریم کی رمضان کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے ہر سال جب رمضان آتا ہے ہمیں اس طرف بھی توجہ دلاتا ہے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ گویا رمضان اپنے اور فیوض کے ساتھ ہمیں اس بات کی بھی یاد دہانی کے لئے آتا ہے کہ اس مہینے میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔ (خطبہ جمعہ 19 جولائی 2013ء الفضل انٹرنیشنل 9 تا 15 اگست 2013ء)

رمضان اور تلاوت قُرآن کریم کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں! "جس قدر استطاعت ہے اس پر غور کرتا رہے اس لئے زیادہ قرآن کریم پڑھنا چاہئے اس کی حسین تعلیم پر عمل کرنا چاہئے اس سے حصہ لینا چاہئے۔ بہر حال رمضان اور قرآن کی ایک خاص نسبت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جبرائیلؑ ہر رمضان میں جتنا قرآن نازل ہو چکا ہوتا آنخضرت ﷺ کے ساتھ مل کر دہراتے تھے اس لئے بھی ان دنوں میں قرآن پڑھنے سمجھنے اور درسوں میں شامل ہونے کی طرف توجہ دینی چاہئے تاکہ اس کا ادراک پیدا ہو اور اس کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو، معرفت حاصل ہو اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک میں خاص طور پر تلاوت قرآن کریم کا اہتمام اپنے گھروں میں کرنے کی توفیق دے اور سب سے بڑھ کر اس پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے جو کہ تلاوت قرآن کریم کا اصل مقصد ہے۔ (خطبات مسرور جلد اول ص 441)

سورہ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت ایسے کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

لفظ قرآن کا مطلب ہے بار بار اور کثرت سے پڑھنا۔ قرآن کریم کے لفظ میں یہ پیغام اور نصیحت کی گئی ہے کہ اس کتاب کو بار بار اور کثرت کے ساتھ پڑھو نیز یہ پیشگوئی بھی اس لفظ میں موجود ہے کہ یہی وہ کتاب ہے جس کو سب کتب سے زیادہ اور بار بار پڑھا جائے گا۔ چونکہ اس وقت دُنیا کے ہر خطہ میں مسلمان کثرت سے پائے جاتے ہیں اس لئے ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم وہ واحد الہامی کتاب ہے جس پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ دُنیا میں صرف یہی ایک الہامی کتاب ہے جو اپنی الہامی زبان میں نزول کے وقت سے لے کر اب تک لفظ بہ لفظ محفوظ ہے اور کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔ قرآن کریم کی

کثرت سے تلاوت کرنا بھی اس کلام کی بڑی فضیلت اور امتیازی خاصیت کا ثبوت ہے کیونکہ یہ دُنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔
احادیث مبارکہ جن میں آنحضرت ﷺ نے تلاوت کی اہمیت، آداب اور فضائل کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن کریم کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو نیکی کا ایک اجر ملے گا اور اس ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیاں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ **الم** ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک الگ حرف ہے اور میم ایک الگ حرف ہے۔

حضرت عبیدہ ملیکیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا! اے قرآن کریم پر ایمان لانے والو قرآن کریم کو اپنا تکیہ نہ بنا کر رکھو بلکہ دن اور رات کی مختلف گھڑیوں میں اس طرح اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو سنوار کر پڑھا کرو اور جو کچھ اس میں ہے اس پر تدبّر کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ اور اس کی تلاوت کا اجر جلدی نہ مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ مقدر ہے۔

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے تلاوت کرنے والے کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے فرمایا: دو آدمیوں پر رشک کرنا چاہئے ایک وہ جسے خُدا تعالیٰ قرآن سکھائے اور وہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہو یہاں تک کہ اس کا ہمسایہ بھی متاثر ہو کر کہے کہ اے کاش: مجھے بھی اس طرح قرآن پڑھنا آتا اور میں بھی ایسا ہی کرتا۔

حضرت معاذ بن انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے خالصتہً اللہ کی رضا کے لئے ایک ہزار آیات تلاوت کیں وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین میں لکھا جائے گا اور یہ کیا اچھی رفاقت ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ گھر جس میں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے آسمان والوں ایسا دکھائی دیتا ہے جیسا کہ زمین والوں کو ستارے دکھائی دیتے ہیں۔ (حفظ قرآن کی فضیلت، اہمیت اور برکات صفحہ 84 تا 87 طبع اول: دسمبر 2010)

قرآں کتابِ رحماں سکھلائے راہِ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خُدا کا فیضاں

قرآن کریم کے لئے دُعا جو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھائی تھی:

''اے اللہ! اے رحمٰن! تیرے جلال اور اکرام اور تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تُو میری آنکھوں کو اپنی کتاب سے منوّر کر اور اسے میری زبان پر رواں کر دے۔ اور میرے دل کو اس کے لئے وسعت دے اور سینے کو اس کے ساتھ کھول دے اور اس پاک کلام کے ساتھ میرے بدن کو دھو دے تیرے سوا کون ہے جو حق بات میں میری مدد کرے اور اس چیز کی توفیق تیرے سوا کوئی بھی تو عطا نہیں کر سکتا۔''

(خزینۃ الدعا ص 88، ایڈیشن سوم سن واشاعت 2005ء)

رمضان المبارک مبارک

مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک
تمہیں رحمتوں کا یہ ساماں مبارک

یہ روزہ نہیں ہے دوائی ہے دل کی
اسی سے تو ہوتی صفائی ہے دل کی

ہر اک درد کا یہ ہے درماں مبارک
مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک

عبادت کریں گے خشوع و خضوع سے
بچائے وہ جائیں گے خوف اور جُوع سے

خدا کا یہی تو ہے فرماں مبارک
مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک

(الفضل انٹرنیشنل 11/ تا 17/ جولائی 2014ء)

سایہ فگن ہے سر پر

سایہ فگن ہے سر پر رمضان کا مہینہ
اُدھڑے ہیں جو بھی بخیے، محنت سے ان کو سینا
رحمت کے خوان اٹھائے آئے اتر فرشتے
اور اِذنِ لُوٹ بھی ہے، سو لُوٹ لو خزینہ

ساون ہے رحمتوں کا، بھادوں ہے برکتوں کا
بوچھاڑ میں نہا لو، دھو لو دلوں کا کینہ
کنڈی لگا کے دیکھو، جھولی بچھا کے دیکھو
آنسو بہا کے دیکھو، ہر اشک ہے نگینہ

گو اور بھی مہینے ہر چند معتبر ہیں
ماہِ صیام لیکن انمول ہے دفینہ
قُربِ خدا کو پانا اس ماہ میں سہل ہے
سادہ مثال سمجھو یہ لفٹ، وہ ہیں زینہ

کھانے پہ زور کم ہو افطار اور سحر میں
دل میں انڈیل لینا قرآن کا خزینہ
بھر نہ سکیں گے ہرگز، برتن اگر ہیں اوندھے
سیدھا کرو دلوں کو، کچھ سیکھ لو قرینہ

دنیا کی دولتوں کو ٹھوکر پہ بھی نہ رکھے
جس کو ہوا میسر اک سجدہ شبینہ
حکمِ خدا پہ جو بھی ہر آن سر جھکائے
مل کر رہے گا اس کو اک قالبِ سکینہ

اس نفس کو نکالو سینے کی مملکت سے
یہ ہے یہود خصلت اور پاک ہے مدینہ
ماہِ صیام اگلا شائد نہ دیکھ پاؤں
دنیا سے دل غنی ہے کافی ہے اتنا جینا

اس راہ گزر میں عرشی مرنا ہی زندگی ہے
آسان تو نہیں ہے یہ جامِ وصل پینا

ا۔ع۔ملک

(روزنامہ الفضل۔ 27 جون 2015ء)

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

قوس قزاح کے رنگ آپ کے سنگ

عزیز ممبرات لجنہ اماءاللہ! آپ کے قلموں کو تیز کرنے کے لئے ''قوس قزاح'' کے نام سے ایک سلسلہ شروع ہے۔اس کو کامیاب بنانے کے لئے آپ کے قلمی تعاون کی ضرورت ہے۔آپ اس کے لئے کوئی اقتباس، معلومات، کام کی باتیں، آزمودہ ٹوٹکے، اقوال زریں، قبولیت دعا کے واقعات، نسخہ جات اور اپنے پسندیدہ اشعار بھجوا سکتی ہیں۔

سیرۃ النبی ﷺ کا جامع بیان

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کی سنت اور طرز عمل کے بارہ میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: معرفت الٰہی میرا راس المال ہے۔عقل وفہم میرے دین کی بنیاد ہیں۔محبت الٰہی میری اساس ہے۔اللہ کی طرف شوق میری سواری ہے۔اور اللہ کا ذکر میرا مونس و مددگار ہے۔ثقاہت اور پختگی میرا خزانہ ہے۔حزن وغم میرا رفیق ہے۔علم میرا ہتھیار ہے۔صبر میری چادر ہے۔رضاءالٰہی میری پونجی ہے۔عجز وانکساری میرا فخر ہے۔زہد میرا پیشہ ہے۔اللہ پر یقین میری قوت ہے۔صدق میرا شفیع ہے۔خدا کی اطاعت میرے لئے کافی ہے۔جہاد فی سبیل اللہ میرا خُلق ہے۔میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔میرے دل کا پھل ذکر الٰہی میں ہے۔میرا غم میری امت کے لئے ہے۔اور میرا شوق ومیلان اپنے رب کی طرف ہے۔ (شفاعیاض ص 85)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

''ماموِرمن اللہ کی باتیں متوجہ ہو کر سننا چاہئے اور پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو۔کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا معاملہ ہے اس میں غفلت، سستی اور عدم توجہ بہت برے نتائج پیدا کرتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 142)

''میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنائی جاوے'' (ملفوظات جلد 9۔صفحہ 74)

لفظ لفظ موتی

+ اندیشے سے اندیشہ بڑھتا ہے اور اعتماد سے اعتماد۔
+ کوئی تم سے بے اعتنائی برتے تو جواباً تم اس سے محبت سے پیش آؤ اور اسے اپنے رویے کی مٹھاس سے شرمندہ کرو۔
+ آپ کی بات اگر متعلقہ شخص تک کسی تیسرے فریق کے ذریعے پہنچتی ہے تو شاید الفاظ نہ بدلیں لیکن لہجہ ضرور بدل جائے گا۔
+ کسی کے چہرے کی طرف مت جاؤ کیونکہ ہر چہرہ ایک بند کتاب کی طرح ہوتا ہے۔
+ خاموشی، علم وحکمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔
+ قناعت سب سے بڑی دولت ہے اور لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے۔ (سرور مبارک)

پسندیدہ شعر

میں بے عمل ہوں کوئی بھی عمل نہیں ہے ہاتھ میں ہیں عیب جو بہت کہ جو لگے ہوئے ہیں گھات میں

تیرا ہی لطف پردہ پوش، پردہ دار چاہئے مجھے سکون چاہئے، مجھے قرار چاہئے (ہے دراز دست دعا میرا) (سرور مبارک)

کام کی باتیں

1۔اگرآپ کے فریج سے ناگوار بوآتی ہوتو روئی کے ٹکڑے کو لیموں کے رس میں بھگوکر لگادیں جس کی وجہ سے ریفریجریٹر سے بوختم ہوجائے گی۔

2۔بندگوبھی پکانے کے دوران اگراس پر لیموں کے چند قطرے ٹپکا دیئے جائیں تو یہ براؤن نہیں ہوگی اور یہ سفید رہے گی۔

3۔کھانا پکانے کے دوران باورچی خانے میں مصالحہ جات کی بو رچ بس جاتی ہے لیکن اگر لیموں کے رس کو روئی پر لگا کر کچن میں صفائی کی جائے تو تمام بوختم ہوجاتی ہے اور باورچی خانہ بھی چمک جاتا ہے۔

4۔مکھیوں سے نجات کے لئے باورچی خانے کو لیموں کے پانی سے دھولیں۔

5۔پھلوں اور سبزیوں پر فرٹیلائزر کی سپرے کا اثران پر رہتا ہے لہٰذا انہیں اگر لیموں کے رس سے دھولیا جائے تو تمام جراثیم ختم ہوجائیں گے۔

بیوٹی بکس

1۔اگرآپ لیموں کے رس کو اپنی جلد پرلگائیں تو وہ تروتازہ اور نرم ہوجاتی ہے اور آپ مہنگی کریموں کے استعمال سے بھی بچ جاتے ہیں۔

2۔اگرنمک کے غراروں سے گلے کو آرام نہ آئے تو لیموں کے چند قطرے ملا کر غرارے کرنا گلے کو آرام دیتا ہے۔

3۔اگرآپ کے دانتوں سے خون آتا ہے تو لیموں کے پانی کی کلیاں کرنے سے افاقہ ہوگا۔

4۔ناخنوں کو چمکدار بنانے کے لئے ایک کپ پانی میں ایک چمچ لیموں کا رس ڈالیں اور اپنی انگلیاں ان میں آدھ گھنٹہ تک بھگودیں۔

5۔چند قطرے لیموں کے رس کو اپنے سر پر لگائیں اور پھر پانی سے دھولیں، خشکی میں کمی واقع ہونے لگے گی۔

(روزنامہ الفضل۔25جنوری2016ء)(روزنامہ انصاف۔7نومبر2015ء)

ہلدی۔بہترین ٹانک

لندن میں جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ہلدی اپنے اندر خاص خواص رکھتی ہے اور اس کا باقاعدہ استعمال حیرت انگیز فوائد سے بھرپور ہے۔ ایک چمچہ ہلدی میں 24 کیلوری، چکنائی، فائبر اور پروٹین پایا جاتا ہے اس کے علاوہ ہلدی میں معدنیات اور فولاد پایا جاتا ہے لیکن ان سب کے باوجود ہلدی میں سرکومن نامی عنصر خاص اثر رکھتا ہے جب کہ یہ طاقتور اینٹی آکسیڈنٹس سے بھرپور ہے۔ ماہرین کے مطابق سرکومن انتہائی اہم مرکب ہے۔ ہلدی جسم کے اندر سوزش اور جلن کو ختم کرتی ہے اور اس کا استعمال ذیابیطس، جلدی امراض، ہڈیوں میں سوزش اور جلن کو دور کرتا ہے۔ ہلدی میں موجود سرکومن عنصر بدن کی ترکیب کو تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔2009ء میں کی گئی تحقیق سے معلوم ہوا کہ بدن میں چربی کو روکنے کے لئے ہلدی اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ ہلدی درد دور کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے اور درد اور چوٹ میں دودھ اور ہلدی ملا کر پلائی جاتی ہے۔ جوڑوں کے درد، آپریشن کے بعد اور عام درد میں بھی ہلدی بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ امریکہ میں سینٹر آف ڈیزیز کنٹرول (سی ڈی سی) کے مطابق ہلدی شریانوں کی بندش روکنے اور کولیسٹرول گھٹانے میں معاون ثابت ہوسکتی ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ہلدی جلد کو خوبصورت بنانے کے لئے ہزاروں سال سے استعمال ہورہی ہے۔ نیز جلد کو دھوپ کی مضرِ صحت الٹراوائلٹ شعاعوں سے محفوظ رکھ کر اسے جھلسنے اور مزید تباہی سے دور رکھتی ہے۔

(روزنامہ الفضل۔5/اپریل2016)(روزنامہ اوصاف23/فروری2016ء)

قارئین زینب کو شعبہ اشاعت کی طرف سے رمضان المبارک مبارک ہو

نارویجن مسلمان احمدی نور احمد بولستاد صاحب اوران کی اہلیہ کے حالات زندگی۔ان کی زبانی

(نارویجن سے اردو میں ترجمہ کرنے والی محترمہ طیبہ رضوان)

میرے والد صاحب 1906ء میں پیدا ہوئے جبکہ میری والدہ کی پیدائش 1907ء کی ہے۔ابا جان کا نام Leo Asbjørn Bølsta تھا۔والدہ کا نام Stokinger hjordis تھا۔والدین نے 1939ء میں شادی کی اور میری پیدائش 1941ء میں ہوئی ۔میرے والد کی ملاقات میری والدہ سے غالبًا شہر گڈانسک (Gdansk)، جسکا پرانا نام Danzig تھا، میں ہوئی ۔ Danzig جنگ عظیم اول کے بعد ایک آزاد ریاست تھی۔افسوس کے یہ شادی کامیاب نہ ہوسکی اورانہوں نے 1945ء میں علیحدگی اختیار کر لی۔شادی کے بعد امی جان اپنے نام کے ساتھ والد صاحب کا نام استعمال کرتی تھیں جیسے کہ اُس وقت کا رواج تھا۔لیکن علیحدگی کے بعد وہ دوبارہ اپنا اصل نام استعمال کرنے لگیں۔علیحدگی کی تمام وجوہات کا تو مجھے علم نہیں لیکن اس کی ایک وجہ وہ حالات ضرور ہیں جو کہ اُن کو علیحدگی پسند تنظیم میں شمولیت کی وجہ سے برداشت کرنے پڑے تھے ۔میں اُن کا بڑا بیٹا ہوں اور میرے سے آڑھائی سال چھوٹا میرا بھائی Per تھا۔ہم دونوں بھائیوں کا مزاج ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود آپس کا تعلق بہت اچھا تھا۔۔لیکن افسوس کہ per کی 2007 میں وفات ہوگئی ۔ہم دونوں کی پرورش والدہ صاحبہ نے کی۔

ہم اوسلو میں رہا کرتے تھے، میرے سکول کا نام Ila skole تھا۔تاریخ میرا پسندیدہ مضمون تھا اور میں فٹ بال بڑے شوق سے کھیلا کرتا تھا۔میرے والد کا بچپن نامساعد حالات میں گزرا۔میرے والد صاحب نے جوانی کی عمر میں سمندری جہاز کی نوکری کے ساتھ ساتھ مختلف دفاتر اور کارخانوں میں ملازمتیں کیں۔ہمارا بچپن مشکلات میں گزرا مگر چونکہ وہ جنگِ عظیم دوئم کے بعد کا زمانہ تھا اس لئے وہ وقت سبھی کے لئے مشکل تھا۔آج ہم کپڑوں کے اعلیٰ برانڈ کی بات کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔اس زمانے میں لوگوں کو کپڑوں، اشیاء، خورد ونوش اور سگریٹ وغیرہ کے لئے راشن کارڈ دیئے جاتے تھے۔ساری اشیاء افراد خاندان کی تعداد اور عمروں کو ملحوظ رکھ کر دی جاتی تھیں۔جب کوئی خریداری کے لئے بازار جاتا (بشرطیکہ بازار میں سامان ہوتا) تو خریدار دوکاندار کو راشن کارڈ دیتا۔دوکاندار اشیاء کے حساب سے کارڈ میں سے ٹوکن کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیتا۔اس کے علاوہ خریدار کو اپنے سامان کی قیمت بھی ادا کرنی پڑتی۔

چونکہ یہ زمانہ غریبی کا تھا اسلئے ان حالات میں رہنا مشکل نہیں لگتا تھا۔اپنے بڑے ہونے کہ احساس نے میری شخصیت میں بہت مثبت تبدیلی پیدا کی۔ہم چیزوں کے لئے ضد نہیں کیا کرتے تھے۔جیسا کہ آج کے معاشرہ میں عام ہے۔ہمارے زمانے میں دودھ کی ایک بوتل اور خالی بوتل کی قیمت بھی 50 Øre ہوا کرتی تھی ۔اکثر ایسا ہوتا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو میں خالی بوتلوں کے بدلے دودھ اور بریڈ خریدتا۔ان حالات کا میری زندگی پر آج بھی اثر ہے۔ایک موقع پرشی داگ کے لئے والدہ سے 50 Øre یا ایک کرون جیسی بڑی رقم کا تقاضا کرنا بھی میرے لئے تکلیف کا باعث تھا ۔حالانکہ اب ہمارے حالات پہلے سے کہیں بہتر ہیں۔جب میں پرنسپل تھا تو ٹرپ پر جانے کے وقت استاد شکایت کیا کرتے تھے کہ جماعت میں اکثر بچے ایسے ہیں جن کے پاس عیاشیوں کے لئے بہت پیسے ہیں، میں ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ یاد رکھو کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے معاشی حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ان پر کچھ کرونر کا بھی بوجھ ڈالا جاسکے۔

اُس وقت والدین تربیت کے معاملے میں بچوں سے سختی بھی کر سکتے تھے،کئی دفعہ ہماری والدہ نے ہماری کمر پر چپت لگا ئیں ۔لیکن اگر آج اسطرح کوئی والدین کریں تو حفاظت بچگان کے ادارے کو شکایت کر دی جاتی ہے ۔اس زمانے میں بھی قوائد وضوابط ہوتے تھے لیکن خوف اور ہراس کے حالات نہیں تھے ۔ میری والدہ پڑھنے اور بیکنگ کرنے میں بہت ماہر تھیں ۔ ہفتہ کی شام کو بچوں کا پروگرام ہوا کرتا تھا جو ہمارے لئے بہت اہم تھا ۔ کیونکہ ہماری والدہ اس دن بیکنگ کیا کرتی تھیں اور محلے کے دوست ہمارے گھر آیا کرتے تھے ۔ ہمارے دوست ہمارے گھر زیادہ آیا کرتے تھے بہ نسبت اس کے کہ ہم اُن کے گھر جائیں ۔ جب میں اپنے دور کا اور آج کے دور کی نسل کا موازنہ کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ ہمارے دور میں کئی گھنٹے گھر میں رہنا سزا سمجھا جاتا تھا ۔ ہم دوڑ بھاگ کے مشاغل میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے ۔ میں اکثر سکیٹنگ کے لئے Bislett جایا کرتا تھا ۔ ہم St. hanshaugen کے نزدیک رہا کرتے تھے ۔ میں وہاں سے بڑی لائبریری پیدل جایا کرتا تھا ۔ یہ سفر تقریباً آدھے گھنٹے کا ہوتا تھا اس زمانے میں ٹرام کا ٹکٹ 10 Øre کا ہوا کرتا تھا ۔ جو کہ میں نے کبھی نہیں خریدا تھا ۔ لیکن اب حالات یہ ہیں کہ بچوں کو گھر سے باہر بھیجنا سزا دینے کے مترادف ہے ۔ آج کے بچوں کے پاس کمپیوٹر ۔ اور انڈور گیمز وغیرہ ہوتی ہیں ۔ میرے نانا جان کا تعلق سوئٹزرلینڈ سے تھا ۔ ناروے میں میرے نانا جان بابائے جمناسٹک کے نام سے جانے جاتے ہیں ۔ انکا ایک مجسمہ Arendal میں نصب ہے ۔ وہ اپنے زمانے میں ناروے میں کھیلوں کے میدان میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے ۔

چودہ سال کی عمر میں خدا کی وحدانیت کے متعلق میرے ذہن میں مختلف سوالات پیدا ہونے لگے جنکی تلاش میں میں نے فلاسفی اور مذہب کی بیشمار کتابیں پڑھ ڈالیں ۔ سب سے پہلے میں نے عیسائیت کے بارے میں وہ سب کچھ پڑھ ڈالا جو اس وقت مہیا تھا ۔ اس کے بعد ہندو مت اور بدھ مت کے بارے میں پڑھا ۔ یہ حقیقت ہے کہ میں نے بہائی مت کے بارے میں بھی مطالعہ کیا ۔ سب سے آخر میں میں نے Muhammedanisme کے بارے میں علم حاصل کیا ۔ (میں نے یہ اصطلاح اس لئے استعمال کی ہے کیونکہ اس وقت اس اصطلاح کو منفی معنوں میں نہیں لیا جاتا تھا ۔ بلکہ اسلام کے لئے یہی اصطلاح استعمال کی جاتی تھی) ۔ Muhammedanisme کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی دو بنیادی وجوہات تھیں ۔ ایک تو یہ کہ کالج کے پہلے سال میں غیر مذاہب کے بارے میں ایک کتاب کورس میں پڑھائی جاتی تھی جس میں اس مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد چالیس کروڑ کے لگ بھگ بتائی گئی تھی اور دوسرا یہ کہ ناروے میں Muhammedanisme کے بارے میں منفی سوچ رکھی جاتی تھی ۔ لیکن اس مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی اعداد و شمار نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ کہیں ہم تو اس مذہب کے بارے میں غلط رائے نہیں رکھتے ؟ مجھے جاننا چاہیے کہ مسلمانوں کا اپنے مذہب کے بارے میں کیا نظریہ ہے ۔ اور اس سوچ کے پیچھے مجھے اپنے کالج کے زمانے کا ایک مضمون بھی یاد تھا ۔ ۔ جس میں مصنفین قرونِ وسطی کی تاریخ کو تاریک دور کے طور پر لکھتے تھے ۔ اور عالموں کے متعلق ایک مثال دیتے تھے کہ جب قرونِ وسطیٰ کے عالموں کو یہ معلوم کرنا ہوتا کہ گھوڑے کے منہ میں کتنے دانت ہوتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے کہ ارسطو اس بارے میں کیا کہتا تھا کبھی یہ نہ سوچتے کہ ہم خود گھوڑے کا منہ جا کر دیکھ لیں ۔

میرا ایک ہم جماعت جس کا نام Rune تھا وہ بھی مذہب اسلام میں دلچسپی رکھتا تھا ۔ Rune نے کمال احمد یوسف صاحب کا پتہ حاصل کیا " کمال احمد یوسف صاحب اس وقت سویڈن میں مقیم تھے " میں نے بھی وہ پتہ حاصل کیا اور اس کے بعد ہم دونوں نے کمال صاحب اور ایک اور دوسرے سویڈش مسلمان کو خطوط لکھنا شروع کیے ۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ ہم کس اشتیاق سے ڈاک دیکھنے جایا کرتے تھے ۔ آہستہ آہستہ یہ بات مجھ پر واضح ہوتی گئی کہ یہ چالیس کروڑ انسان بیوقوف نہیں تھے ۔ اس طرح اسلام میں میری دلچسپی بڑھتی چلی گئی ۔ آنحضرت ﷺ کی

زندگی کے بارے میں جو مضامین میں نے پڑھے ان مضامین نے میرے پر بہت اثر کیا۔ کہ ایک ایسا شخص جس نے ہر طاقت ہونے کے باوجود اپنی ساری زندگی مفلسی اور عاجزی میں گزاری ہو۔ تو اس شخص کا دعویٰ پیغمبری کرنا اُس کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ کی حالت زندگی نے میرے اوپر بہت اثر کیا اس سے قبل میرے دماغ میں ایک جنگ جُو نبی کا خاکہ ہوا کرتا تھا مگر یہ تاثر یکسر تبدیل ہو گیا۔ فروری 1957ء میں میں نے اپنے ہم جماعت اور ایک اور دوست کے ساتھ اپنا مذہب تبدیل کر لیا۔ (اور احمدی مسلمان ہو گیا)

جہاں تک میرے والدین کا ردعمل ہے۔ اس زمانے میں ناروے میں عیسایت مروجہ مذہب تھا اور زیادہ تر افراد ریاستی چرچ کے رکن ہوتے تھے۔ میرے والدین بھی ریاستی چرچ کے رکن تھے مگر سرگرم فعال رکن نہ تھے، ہاں کرسمس کے تہوار کے موقعہ پر دوسروں کی طرح وہ چرچ جایا کرتے تھے۔ جب میں نے مذہب تبدیل کیا تو میری والدہ کا سلوک بہت منفی تھا۔ اس کے برعکس میرے والد صاحب کا سلوک مثبت تھا اور وہ میرے احساس کو سمجھ رہے تھے۔ کیونکہ وہ خود بھی اپنی جوانی میں کیتھولک عیسایت میں دلچسپی رکھتے تھے۔ اس وقت کے لحاظ سے میرے والد کی کیتھولک عیسایت میں دلچسپی عجیب تھی۔ لیکن میری والدہ کی پریشانی کیوجہ یہ تھی کہ مجھے تبدیلی مذہب کیوجہ سے مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑے گا مثلاً تلاشِ معاش وغیرہ، لیکن خدا کے فضل سے میں نے استاد سے پرنسپل کی پوسٹ تک ترقی کی ۔

ناروے میں اُن دنوں سفید فام کی اکثریت تھی۔ سیاہ فام اگر کوئی نظر آتا۔ تو سب مڑ مڑ کر اُس کو دیکھتے۔ عیسائی مذہب کی تعلیم بہت زیادہ دی جاتی۔ روزمرہ زندگیوں پر ریاستی چرچ کا بہت اثر و رسوخ تھا نور صاحب بتاتے ہیں کہ میری بیگم جن کا بچپن تھروندے لاگ کے علاقہ میں گزرا ہے وہ بتاتی تھیں کہ ان کے علاقہ میں اتوار کے دن بنائی نہیں کی جاتی تھی دراصل اس زمانے میں بنائی سے کمائی کی جاتی تھی اور اتوار کے دن کو آرام کے دن کے طور پر گزارا جاتا تھا۔ اس لئے بنائی کرنا منع تھا۔ اس کے علاوہ بیشار غیر تحریر شدہ قوانین تھے جن پر سختی سے عمل کیا جاتا تھا۔ چھٹی کے دن کو مقدس سمجھا جاتا تھا۔

کیا آپ کے زمانے میں بہت زیادہ سماجی کنٹرول تھا کہ اگر کوئی بنائی کرتا تو فوراً اس کی پکڑ ہوتی؟

نور صاحب کی بیگم صاحبہ نے جواب دیا شہروں کی نسبت لوگ گاؤں میں پڑوسیوں کی زیادہ سن گن لیا کرتے تھے۔ اس کا زیادہ دارومدار اس بات پر ہوتا تھا کہ آپ کا مذہب کی طرف کتنا رجحان ہے۔

میں نے فوج میں بھی کام کیا۔ میں بری فوج میں جانا چاہتا تھا لیکن میرا انتخاب ہوائی فوج کے لئے ہوا۔ فوج میں کام کرنا میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا سوائے ایک دفعہ کے جب مجھے جنگی مشقیں رمضان کے ماہ میں کرنی پڑیں۔ اس زمانے میں سب مردوں کو جنگی خدمات دینی پڑتی تھیں۔ سوائے کسی خاص وجوہات کی بناء پر رخصت مل سکتی تھی۔ لیکن اس کے متبادل کے طور پر پھر سماجی خدمت کرنی پڑتی تھی ۔ چند خاص وجوہات کی بنا پر مجھے رکروٹ سے آفیسر سکول تبدیل کر دیا گیا۔ وہاں پر میں نے اپنے مسلمان ہونے کا صاف صاف بتا دیا لیکن مجھے کسی قسم کے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ نمازوں کی ادائیگی میں بھی کوئی مشکل نہیں ہوئی ۔ میرے سب ساتھی میری عزت کرتے باوجود اس کے کہ میں بعض باتوں میں اُن سے متفق نہ ہوتا۔ بحیثیت مسلمان ایٹمی جنگ کے متعلق میرے ذہن میں کئی شکوک وشبہات تھے۔ کیونکہ اسلام صلح وآشتی کا مذہب ہے۔ عام طور پر ہمارا ہر دوسرا ویک اینڈ فارغ ہوتا تھا۔ جبکہ دوسرے ہفتے، ہفتہ کے دن ہمیں خدمات انجام دینی ہوتی تھیں اور ہمیں گھر جانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ کیمپ میں شراب کے استعمال پر مکمل پابندی تھی مگر جب سب ہفتے کے دن اپنے کاموں سے فارغ ہو کر "جرمن بیرکوں" میں جمع ہوتے تو مگ میزوں کی زینت بن جاتے اس کے بعد رم کا دور چلتا اسکے بعد کوک کی باری آتی میں سب کو بتا چکا تھا کہ بحیثیت

مسلمان شراب میرے لئے حرام ہے۔

اب ایسا بھی نہیں تھا کہ محفل چھوڑ دیتا میں وہاں بیٹھا رہتا 6 میں سے 5 مگ میں رم ڈالی جاتی جب کے چھٹے مگ میں کوک ڈالی جاتی۔ مجھے کبھی کسی نے زبردستی شراب پلانے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی کبھی کسی نے میرا مذاق اڑایا۔ 1961ء اور 1962ء میں جب کے میں Stavern Befall skolen میں تھا۔ میں نے پہلی دفعہ اسلام کے بارے میں تقریر کی، یہ تقریر Tønsberg جمناز میں کی تھی۔ اس تقریر کے نوٹس ابھی تک میرے پاس ہیں۔ یہ پہلی دفعہ تھا کہ کسی ناروجین مسلمان نے اسلام کے بارے میں تقریر کی تھی۔ آفیسر سکول سے بنیادی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مجھے مزید تعلیم کے لئے ہوا شکن توپ خانے جانے کا حکم ملا، یہاں سے پھر NIKE راکٹوں کے بارے میں علم حاصل کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ اس کے بعد میری تعیناتی Nike بٹالین Trøgstad میں کردی گئی۔ Trøgstad بٹالین ان چار بٹالینز میں سے ایک تھی جنھوں 1959ء سے 1990ء کے درمیانی عرصہ میں ناروے کی فضائی حدود کے دفاع کا بیڑہ اُٹھا رکھا تھا۔ ناروے کا فضائی دفاع اس سے بہتر کبھی بھی نہ تھا۔

میں غالباً پہلا مسلمان تھا جس نے آفیسر سکول سے تعلیم حاصل کی اور پھر پہلا مسلمان Verne pliktig آفیسر بھی تھا۔ Nike بٹیالین میں خدمات سرانجام دینے کے سلسلے میں 1963ء میں مجھے ایک گروپ کے ساتھ Fort Bliss امریکہ جانے کا بھی اتفاق ہوا جہاں ہم نے امریکی فوجیوں کے تعاون سے ہوائی اہداف کو نشانہ بنانے کی بھی مشق کی۔

گذشتہ انٹرویو سے ایک بات کی تصحیح نور صاحب پہلے ناروجین مسلمان نہیں تھے اس بارے میں ان کا کہنا ہے کہ ”دو ناروجین خواتین نے 1920ء میں لندن میں اسلام قبول کیا اور دو لڑکوں نے جنوری 1957 میں جن میں سے ایک میرا قریبی دوست تھا اور دوسرا میرے دوست کا دوست تھا۔ میں نے ان سے ایک ماہ بعد فروری 1957 میں اسلام قبول کیا۔

بیعت میں نے خط کے ذریعے کی۔ اور کمال صاحب کیساتھ رابطہ بھی خط کے ذریعے تھا۔ ہم ہفتے میں ایک دفعہ اکھٹے ہوتے۔ نماز سیکھنے کے لئے ہمیں اسلامی نماز کے نام سے ایک سویڈش پمفلٹ ملا۔ کافی مہینوں کے بعد جب کمال صاحب اوسلو تشریف لائے اور انہوں نے ہمیں نماز پڑھانی سکھائی تو ہم بے اختیار کہہ بیٹھے کہ اچھا اسطرح نماز پڑھنی تھی۔ بحثیت مسلمان ناروے میں استاد کے طور پر کام کرنا کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ جب میں ہائی سکول میں پڑھاتا تھا تو بچوں کو مذہب پڑھانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اسوقت ایک مضمون ہوا کرتا تھا جس کا نام تھا konfesjonsbundet اس مضمون پر عیسائیت کی گہری چھاپ تھی۔ اگرچہ میں اس مضمون کو پڑھانے کی صلاحیت رکھتا تھا مگر پھر بھی میں نے اسکو پڑھانا مناسب نہ سمجھا اسلئے کہ والدین یہ خیال نہ کریں کہ میں اس مضمون کو غیر جانبداری سے پڑھا رہا ہوں یا کہ نہیں ؟

بعد میں مجھے ایک انجمن کا صدر بھی بنادیا گیا اور اسوقت بھی کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ بلکہ یہ ایک تبلیغ کے لئے مثبت بنیادی تجربہ رہا۔ جب ہم دعوتوں میں اکھٹے ہوتے تو شراب استعمال نہ کرنے کیوجہ سے لوگوں کے اندر میرے بارے میں جاننے کا تجسس پیدا ہوتا تھا۔

میں نے کالج کے لیول تک تدریس کے فرائض نبھائے اور میرا خیال ہے کہ میں ایک اچھا استاد تھا۔ اور میں بہت سے ایسے شاگرد رکھتا تھا جو مذہب کے بارے میں جاننے کے لئے تجسس رکھتے تھے۔

نور صاحب کی اہلیہ کے تاثرات ایک مسلمان مرد کیساتھ زندگی گزارنے کے بارے میں

نور صاحب مجھ سے شادی کرنے کے خیال سے ہچکچا رہے تھے۔ لیکن میں ان سے شادی کرنا چاہتی تھی اس خیال سے کہ یہ شادی اچھی رہے

گی۔ جب ہماری ملاقات ہوئی میں ساڑھے سترہ سال کی تھی۔ اور میں نے førskolelærer کی تعلیم مکمل کر لی تو ہم اوسلوشفٹ ہو گئے اور یہیں گھر لے کر ہم نے شادی کر لی۔ چار سال بعد جب نور صاحب یونیورسٹی سے فارغ ہوئے تو ہم finnmark ملازمت کی غرض سے شفٹ ہو گئے۔ اور وہاں چھ سال تک رہے اور اس دوران ہماری پہلی بیٹی پیدا ہو چکی تھی۔ جب ہم lakselv میں تھے تو ہمارا بیٹا Geir پیدا ہوا۔ میرا مذہب کیطرف رجحان کم ہی رہا۔ میں زیادہ گھر کے کاموں کو ترجیح دیتی اور اسطرح نور صاحب کو جماعت کیلئے کام کرنے کا وقت مل جاتا۔

Noor Moske جب جماعت نے خریدی تو نور صاحب جماعت کو اتنا ٹائم دیتے کہ ایسا محسوس ہوتا کہ مسجد ہی ان کا گھر ہے۔ میں نے ہمیشہ کوشش کی کہ اُن کو اُن کی خواہش کی مطابق کام کرنے کی سہولت دوں۔ اور میں نے خود کبھی مذہب بدلنے کا نہیں سوچا۔ میرے خاندان والوں میں یہ ہر دلعزیز ہیں اور میرے بھائی کے پسندیدہ بہنوئی ہیں۔ اُن سب کا تاثر ہے کہ نور صاحب بہت منفرد انسان ہیں۔ ان کے علم اور رہن سہن کے طریقہ کی وجہ وہ سب ان کی بہت عزت کرتے ہیں۔ بچوں کی تربیت میں ہمیشہ ہم نے اعتدال کو پیش نظر رکھا ہے۔ نور صاحب اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ تذبذب رہتا تھا کہ ہماری زندگی کیسے گزرے گی۔ لیکن مجھے اپنی اہلیہ سے محبت ہے اور ہم خوشی سے اکھٹے رہ رہے ہیں۔

ہماری شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی انہوں نے احمدیت قبول کر لی تھی میں ان کے ساتھ کوپن ہیگن کی مسجد میں بھی گئی تھی۔ مذہب اختیار کرنے کے بارے میں ہمیشہ ہم نے خیال رکھا کہ وہ اسکو خود اختیار کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری بیٹی کی ایک یادگار تصویر بھی ہے۔

نور صاحب کا کہنا ہے کہ ہر والدین کی طرح میری بھی خواہش تھی کہ ہمارے بچے ایسی چیز کا انتخاب کریں جو درست ہو۔ میری دلی خواہش تھی کہ میرے بچے مسلمان ہوں۔ لیکن میں اُن سے ناراض نہیں ہوں کہ انہوں نے مذہب اسلام اختیار نہیں کیا۔ اور میں پرامید ہوں کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا میرے لئے اسلام بہت اہم ہے۔ جہاں تک احمدی کرنے کا تعلق ہے اس سلسلے میں میں زیادہ کام نہیں کر سکا۔ ایک ترکی مسلمان ایسا ہے جو میری کوشش سے احمدی ہوا۔

نور صاحب کا کہنا ہے کہ پندرہ سال آٹھ ماہ کی عمر میں میں نے بیعت کی بعض انسان ساری زندگی مذہب میں دلچسپی نہیں لیتے۔ فٹ بال اور تاریخ کے مضمون کی میری زندگی میں بہت اہمیت تھی لیکن مجھے یہ لگا کہ یہ میرے لئے کافی نہیں ہے۔ اور میں نے بھی مذہب کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ بلوغت کی عمر ایک ایسی عمر ہوتی ہے کہ اس عمر میں انسان بہت سیکھ سکتا ہے اگر کسی چیز کے بارے میں دلچسپی لے تو۔

بچوں کو جلسہ سالانہ پر لے جانے کے سوال پر انہوں نے بتایا کہ میں اپنے بچوں کو سیکنڈے نیویا کے جلسے پر لے کر گیا لیکن انگلستان کے جلسے پر نہیں۔ مجھے خود بھی وہاں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن میں ربوہ کے جلسے میں شامل ہو چکا ہوں۔ 1974ء کے جلسے میں مَیں بھی بہت سارے احمدی مسلمانوں کی طرح اس میں شامل ہوا تھا۔ یہ اس واقعہ کے بعد کی بات ہے جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ اسوقت میری عمر ۳۳ سال تھی۔ جلسہ سالانہ دسمبر میں ہوا۔ حضور نے ہم سیکنڈے نیویا سے آنے والوں کو ایک کمرے میں بلایا جہاں حضور خود موجود تھے۔ یہ کمرہ انتہائی سادہ تھا۔ جس میں سردی کو ختم کرنے کے لئے ایک کوئلے کی انگیٹھی کو استعمال کیا جا رہا تھا۔ اور اُس کمرے میں موجود شخص میرے لئے اور ہم سب کے لئے بہت اہم تھا۔

جب میں ناروے آیا تو میری اہلیہ نے چکن بنایا ہوا تھا۔ اور میں fiske boller کھانے کی خواہش رکھتا تھا کیونکہ ربوہ رہائش کے دوران

میں نے بہت چکن کھایا تھا۔کمال صاحب نے میری اہلیہ کے لئے تحائف کی ایک ٹوکری بھی دی۔tromsøgata9 میں کمال صاحب ایک hybel میں رہا کرتے تھے۔میرا خیال ہے کہ ان کو اس ہیبل میں کھانا پکانے کی اجازت نہ تھی ۔ مجھے چائے پلانے کیلئے وہ ایک kaffe پر لے جاتے اور ایک کپ اپنے لئے اور ایک میرے لئے چائے کا منگواتے ۔ بعد میں ضرور اُن کو تین دن کا روزہ رکھنا پڑتا ہوگا۔کیونکہ اسوقت پیسے کی کمی تھی لوگوں کو علم نہیں کہ جماعت اسوقت کتنی غریب تھی ۔ یہ تو 1970 ء کے بعد کچھ بہتری ہوئی ہے ۔

1970 ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جب اوسلو کا دورہ کیا تو میں نے حضور کو بادشاہ کے محل کے عقب میں جو زمین خالی تھی خریدنے کی تجویز دی تو حضور نے اسکی اجازت نہ دی باوجود کہ ہم تنگی میں رہتے تھے۔ بہت سالوں بعد انہوں نے مجھ سے فرمایا ’’پیارے بھائی نور مجھے معلوم ہے کہ آپ کو میرے منع کرنے پر مایوسی ہوئی ہوگی مگر اسوقت ہمارے پاس بالکل گنجائش نہ تھی ۔‘‘ 1989 ء میں جماعت کی صد سالہ جوبلی منائی جانی تھی اسکے لئے ہم نے رقم اکٹھی کرنی شروع کی ہوئی تھی اس رقم کو اور دوسرے مما لک کے جوبلی فنڈ سے بھی ہماری مدد کی گئی اور ہم نے ۱۹۸۰ میں فروگنر والی عمارت خرید لی۔ 1980 ء میں حضور نے مسجد نور کا افتتاح بھی فرمایا۔

ناروے کا امیر جماعت رہنے کا کئی بار مجھے موقع ملا لیکن میں نے ملازمت ، بھائی کی دیکھ بھال ، بوڑھی ماں اور خاص طور پر بحثیت نارویجن ہونے کے پاکستانی بھائیوں کے مسائل سمجھنے کی مشکل کی وجہ سے معذرت کر لی۔

ان کی اہلیہ نے بتایا کہ نور صاحب سماجی کاموں ۔قران کا ترجمہ۔ لیکچر اور بہت پوزیٹو کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔

آخر میں ہم نے نور صاحب اور انکی اہلیہ کا بے حد شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت دیا اور مفید معلومات فراہم کیں ۔ اللہ ان کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور ہماری جماعت کو ان جیسے مزید وجود عطا فرمائے۔ آمین

شہیدان لاہور زندہ باد

اے شہیدِ احمدیت! ہو سدا فائزالمرام — آ رہے ہیں تم کو ملنے سرفروشاں تیزگام

ہے تمہارے خون سے روشن چراغِ زندگی — تا ابد روشن رہے قندیل یہ دورِ تمام

احمدیت کی صداقت زیستِ سرمد ہو مُدام — قوم کی ہو زندگی عزّ و وقار و احتشام

اس دلِ مضطر کا عالم پوچھئے، مت پوچھئے — جا رہا خورشید ہے یہ ہاتھ سے، لے اس کو تھام

(الفضل انٹرنیشنل 17/ تا 23/ اپریل 2015ء)

بادام کے فائدے

فائدے: دل، دماغ، معدہ، اَمعاء، سینہ، پھیپھڑا، مثانہ ونظر کو طاقت دیتا ہے۔ خشکی دور کرتا ہے، قبض دور کرتا ہے۔ قوت باہ پیدا کرتا ہے۔ نیند لاتا ہے۔

ہفتہ میں ان کا پانچ مرتبہ استعمال 50% تک ہارٹ اٹیک کے خطرات کو کم کرتا ہے۔

ڈاکٹر (Gene Spiller) ڈائریکٹر ہیلتھ اینڈ ریسرچ سنٹر کے مطابق۔ بادام کا باقاعدہ استعمال مضر کولیسٹرول کو کم کرتا ہے۔ (Tufts) یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق قلبی شریانوں (Heart Artery) کو نقصان سے بچاتا ہے کیونکہ بادام کے اندر وٹامن ای (E) پایا جاتا ہے جو یہ فعل انجام دیتا ہے۔ بادام جسم کو صحت بخش چکنائی فراہم کرتا ہے اور وزن میں کمی کا باعث بنتا ہے خون میں بلڈ شوگر لیول کو کم کرتا ہے۔ اور انسولین کو بڑھاتا ہے۔

اس کے اندر موجود اجزاء کے نتیجہ میں ذہنی و دماغی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے اور یادداشت کھو جانے (Alzheimeris Disease) کے خطرات کم ہوتے ہیں۔

بادام ذہنی استعداد کار کو بڑھاتا ہے لہٰذا ذہنی کام کرنے والوں کو بطور خاص اس کا استعمال بہت ضروری ہے۔ بادام کے اندر پائے جانے والے فاسفورس کے نتیجہ میں ہڈیاں اور دانت مضبوط ہوتے ہیں۔

بادام اعصابی نظام کو قوی کرتا ہے اور حافظہ اور یادداشت اور ذہنی صلاحتیں ترقی کرتی ہیں۔

بادام ہڈیوں کی بیماری (Osteoporosis) (ہڈیوں کی سختی و کمزوری) اور کمزور مدافعانہ نظام کے خطرات کو کم کرتا ہے۔

مقدار خوراک: بادام 7 تا 11 عدد

روغن بادام: آدھی تا دو چمچ یا (3 ایم ایل تا 10 ایم ایل)

مغز بادام کے چند مرکبات

مغز بادام 100 گرام (Almond)

تخم خشخاش 100 گرام (Poppy Seeds)

سونف 100 گرام (Fennel Seeds)

چینی 300 گرام (اختیاری) (پیش کر ملالیں) (Sugar)

ترکیب استعمال: دو چمچ صبح وشام چائے یا نیم گرم دودھ یا پانی کے ساتھ

فوائد: دائمی نزلہ زکام، کمزوری دماغ واعصاب وحافظہ، نیند کی کمی، امراض قلب، کولیسٹرول کی زیادتی یا اوپر مذکور دیگر علامات میں کچھ عرصہ تک استعمال کریں۔

مغز بادام کا حلوہ تیار کریں۔ اس کے فوائد بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہیں۔

چاولوں کے سویٹ بسکٹ

اشیاء

چاولوں کا آٹا	ڈیڑھ پیالی	بیکنگ پاوڈر	ایک چائے کا چمچ
چینی	3,4 پیالی	دودھ	آدھا کپ
مکھن	آدھی پیالی	انڈا	1 عدد
نمک	حسب ذائقہ		

ترکیب

چاولوں کو دھو کر سائے میں خشک کر لیں اور خشک ہونے پر باریک آٹے کی طرح پیس لیں۔ پھر اس میں نمک اور تھوڑا سا دودھ ڈال کر خوب ہلائیں اور بیکنگ پاوڈر ملا کر پھینٹیں۔ اب اس آٹے میں چینی اور انڈا ڈال کر خوب ملائیں اور اسے گوندھ لیں اگر سخت ہو تو تھوڑا سا دودھ ڈال کر خوب ہلائیں۔ اب اس آمیزے کی پوریاں بنا کر کسی تھال میں پھیلائیں اور گول ڈھکن لے کر بسکٹ کاٹ لیں اور دس سے پندرہ منٹ کے لئے اوون میں رکھ کر بیک کر لیں۔ خستہ ہونے پر نکال لیں یہ بسکٹ گھر پر تیار ہونے والی لذیز ترین مٹھائی ہے۔ (سرور مبارک مجلس لامباشتر)

پالک کا سوپ

پالک کے سوپ کا تصور اتنا دلکش نہیں لگتا لیکن حقیقت میں یہ سوپ بہت خوش نما اور غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے اسے جسم کو آئرن حاصل ہوتا ہے جو ہمارے جسم کے لیے بہت ضروری ہے۔

اشیاء

ابلی ہوئی پالک	4 کھانے کے چمچ (پالک کو میش کر لیں)		
مرغی کی یخنی	اڑھائی کپ	میدہ اور مکھن	2,2 کھانے کے چمچ
تازہ کریم	2 کھانے کے چمچ	دودھ	سوا کپ
کالی مرچ پاوڈر	ایک چوتھائی چائے کا چمچ	نمک	ڈیڑھ چائے کا چمچ

ترکیب

1. ساس پین میں یخنی: پالک: نمک اور سیاہ مرچ ڈال کر گرم کریں۔
2. دوسرے ساس پین میں مکھن گرم کر کے اس میں میدہ ڈال کر بھونیں پھر آنچ سے ہٹا کر قدرے ٹھنڈا کر کے آہستہ آہستہ دودھ ملائیں۔
3. دودھ اچھی طرح حل ہو جائے تو دوبارہ آنچ پر رکھ کر پکائیں جب گاڑھا ہونے لگے تو پالک اور یخنی کا مکسچر ڈال کر مزید پکائیں۔
4. سوپ مناسب گاڑھا ہو جائے تو پیالے میں ڈالیں اور پھینٹی ہوئی کریم اوپر ڈال کر اسے گھما دیں اس طرح کہ سبز سوپ پر خوب صورت سفید لہریں بن جائیں۔ (ڈبل روٹی کے کیوبز کاٹ کر انہیں مکھن لگا کر تل کر سنہری خستہ کر لیں اور سوپ کے ساتھ پیش کریں)

(امتہ الطیف انور۔ مجلس ہولملیا)

دعائیہ اعلانات

+محترمہ نصرت ادریس تھونس برگ سے لکھتی ہیں کہ ان کے بیٹے عزیزم نبیل ناصر کو جامعہ احمدیہ یوکے میں شاہد کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ الحمدللہ۔ نیز اس کی شادی ہے اسے ہر دو خاندانوں کے لئے بہتر اور بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہوں۔

+محترمہ فہمیدہ مسعود اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وسلامتی اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ نیز اپنے بیٹے ہادی کی پڑھائی میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ عصمت نصر اپنے بیٹوں کی صحت وسلامتی، خادم دین ہونے نیز اپنے شوہر اور سسر کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ صائمہ بشارت اپنی اور اپنے خاوند کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ ثمینہ ظہور اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ مدیحہ محمود اپنے بیٹوں کی صحت وسلامتی اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ طیبہ رضوان اپنے شوہر، بیٹی اور خاص طور پر اپنے بیٹے کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ شمائلہ ڈار اپنے شوہر اور بچوں کی صحت اور امتحانات میں کامیابی کے لئے نیز اپنے والدین کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ ماہ منیر اپنی فیملی کی صحت وسلامتی اور اپنے امتحانات میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

+محترمہ ناصرہ فاتح اپنی فیملی اور اپنی ساس کی صحت والی لمبی زندگی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ شمسہ خالد اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ نوشابہ چوہدری اپنی فیملی کی صحت وسلامتی اور بچوں کے امتحانات میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

+محترمہ راحت عزیز اپنے شوہر اپنے بچوں اور والدہ کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ عابدہ محمود اپنی فیملی کی صحت وسلامتی اور بچوں کے امتحانات میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

+محترمہ آسیہ پرویز اپنے شوہر اور بچوں کے خادم دین ہونے اور صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ بشریٰ مسعود اپنے بیٹوں کی کامیاب زندگی نیز خادم دین اور صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ فائزہ صداقت اپنے شوہر کی صحت اور بچوں کے خادم دین ہونے اور صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+آنسہ حدیقہ مقدس اپنی پڑھائی اور صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

+آنسہ آمنہ محمود اور آنسہ صوفیہ محمود امتحانات میں کامیابی اور صحت کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

+محترمہ سرور مبارک اپنے بچوں عدنان انور، فیضیہ انور، فاریہ انور اور رضوان انور کی امتحان میں کامیابی اور خادم دین ہونے اور اپنے میاں کی صحت والی زندگی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

+محترمہ سلطانہ قدوس اپنے بچوں صارم قدوس، جاسم قدوس اور عیان قدوس کی صحت والی لمبی زندگی اور خادم دین ہونے، اپنے میاں کی صحت والی لمبی عمر اور بھائی کا کیس پاس ہونے کے لئے نیز اپنی والدہ کی صحت والی لمبی عمر کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

پیاری ناصرات کیسی ہیں؟ جب یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا تو رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہو چکا ہوگا۔ یہ رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے اس مہینے میں دوسروں کی ذات کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانا چاہیے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے پیارے والدین کا ہر کہنا ماننا چاہیے۔ ان کی دعائیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل ہو سکے اللہ کرے کہ ہم ان باتوں پر عمل کر کے اچھی احمدی بچیاں بننے والی ہوں (آمین)

اب اس کے بعد اس پیارے رسالہ زینب کے بارے میں کچھ بات کرتے ہیں۔ بچوں کی دنیا کے نام سے یہ صفحات آپ کی تربیت کے ساتھ ساتھ علمی قابلیت کو بڑھانے کیلئے دلچسپ طریقے سے تحریر کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ بات قابل فکر ہے کہ کچھ عرصے سے آپ کی طرف سے رسالہ کی قلمی معاونت کم ہو رہی ہے اس بارے میں خاص توجہ دیں۔ احمدی بچے تو لکھنے پڑھنے میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔

اچھے اور محنت کے ساتھ مضامین لکھ کر بھجوائیں۔ آپ کسی بھی مضمون پر اپنی تحریر بھجوا سکتی ہیں، مثلاً اخلاقی اور تربیتی موضوعات، شخصیات کا تعارف، کسی جگہ، شہر، ملک کا تعارف، نئی ایجادات کے بارے میں معلومات، سائنس کے کسی موضوع کو بھی اپنی تحریر کا حصہ بنا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ کہانیاں، لطائف، پہلیاں بھی ضرور بھجوائیں۔ اب آج کی آخری بات یہ ہے کہ اس رسالہ کا مطالعہ باقاعدگی سے کریں اور اپنی رائے بھی بھجوائیں۔ ہم آپ کی آراء کو مدنظر رکھتے ہوئے اس رسالہ کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں گے۔

اس ماہ کا پیغام

کوئی کتنا ھی اچھا کیوں نہ ھو،
بُروں کی صحبت بُرا بنا دیتی ھے۔

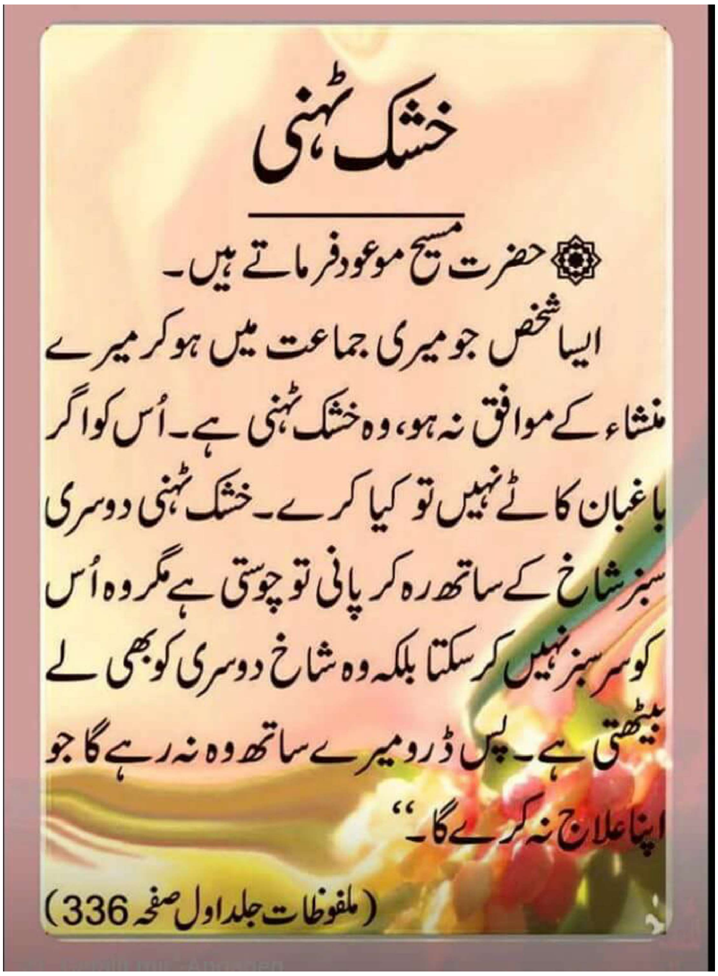
خشک ٹہنی

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو، وہ خشک ٹہنی ہے۔ اُس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اُس کو سرسبز نہیں کرسکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 336)

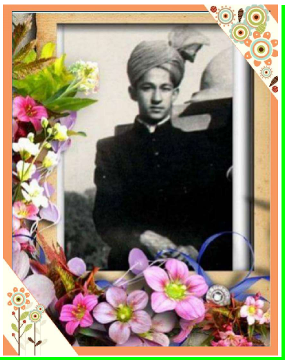

تربیت اولاد اور پیاری ماں

حضرت سیّدہ اُمّ طاہر کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا۔

ایک دفعہ تکلیف کی شدت میں موت کو سرہانے کھڑے دیکھ کر مجھ سے یہ الفاظ کہے:۔

”طاہری مجھے یہ بہت احساس ہے کہ میں تمہارا خیال نہیں رکھ سکی اور جیسا کہ حق تھا تم سے پیار نہیں کر سکی بلکہ ہمیشہ سختی کی۔ یہ صرف تمہاری تربیت کی خاطر تھا۔ لیکن مجھے اس کی بھی تکلیف ہے۔“ سیرۃ سیدہ اُمّ طاہر۔ ص ۲۴۵

خلیفۂ وقت

"تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا،

تمہاری محبت رکھنے والا،

تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا،

تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا،

تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔"

پیارے آقا کی پیاری باتیں

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ **جزاك الله** کا جواب کیا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جَزَاكَ اللهُ اَحسَنُ الجَزاء۔

قرآن کریم کہتا ہے (الرحمٰن:61) یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔

جو **جزاك الله** کہتا ہے وہ تم پر احسان کر رہا ہے، تمھارے لئے دعا کر رہا ہے تو تم اس کے لئے دعا کر دو۔

اَحسَنُ الجَزاء دے۔ اور بھی بڑھ کر جزاء کہ تم میرے لئے دعائیں کر رہے ہو۔ (تشحیذ الاذہان اپریل 2015)

مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دنیا میں عذاب کسی پر نازل نہیں ہوتا اس کا مواخذہ قیامت کو ہو گا۔ دنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں اور کثرتِ گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے۔

کشتی نوح

تمام ناصرات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو مہینہ میں ایک خط ضرور لکھا کریں

اس کے لیئے خط کا ایڈریس اور فیکس نمبر درج ذیل ہے

16 Gressenhall Road London

SW18 5QI, United Kingdom

فیکس نمبر: 00442088705234

نماز کا ترجمہ جاننا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں :۔

’’نماز پڑھنا صرف کافی نہیں۔نماز ترجمے کے ساتھ پڑھنا بہت ضروری ہے اور نماز ترجمہ ہر احمدی کو آنا چاہیے خواہ وہ بچہ ہو نوجوان یا بوڑھا، مرد ہو یا عورت ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کا ترجمہ جانتا ہو اور اس حد تک یہ ترجمہ رواں ہو کہ جب وہ نماز پڑھے تو سمجھ کر پڑھے۔‘‘ (خطبات طاہر جلد ۸ص۷۶۸)

لطائف

بیٹا:۔آپ نے کہا تھا نا کہ صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔۔۔

ماں:۔ہاں بیٹا۔۔۔

بیٹا:۔اور آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ ہر کام اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔۔۔

ماں:۔ہاں کہا تھا۔۔۔

بیٹا: اور آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ اللہ کے کاموں پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

ماں:۔ ہاں لیکن بات کیا ہے؟

بیٹا:۔ بات کوئی خاص نہیں بس میں فیل ہو گیا۔۔۔

☆ایک ہسپتال میں ہر پیر کی صبح گیارہ بجے کے بعد بیڈ نمبر پندرہ پر جو بھی مریض ہوتا تھا اس کی موت ہو جاتی۔جب مستقل ایسا ہونے لگا تو اس بیڈ کو آسیب زدہ قرار دے دیا گیا۔نئے آنے والے ایم ایس نے ان اموات کا پتہ لگانے کی کوشش کی۔پیر کی صبح گیارہ بجے سے پہلے ایک مریض کو بیڈ نمبر پندرہ پر لٹایا گیا اور اس کے چاروں طرف کئی خفیہ کیمرے لگا دیئے گئے۔ مانیٹرنگ روم میں ہاسپٹل کے ڈاکٹر کے علاوہ ماہر نفسیات، مولانا حضرات مخفی علوم کے ماہر اور ایک سائنس دان بھی موجود تھے۔

ان سب لوگوں کو وہاں جمع کرنے کا مقصد یہی تھا کہ وہ اس بیڈ پر مرنے والے مریض کی موت کی اصل وجہ جان سکیں۔آخر کار گیارہ بجے کے بعد واڈ کا دروازہ کھلا اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفائی کرنے والا اندر آیا اور آتے ہی بیڈ نمبر پندرہ کی آکسیجن مشین کا پلگ نکال کر اپنا موبائل چارجنگ پر لگا لیا۔

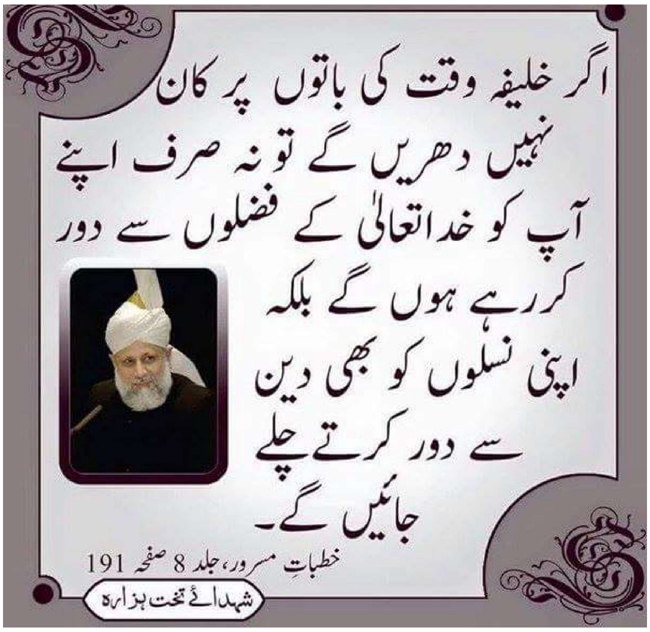

دماغ لڑائیں،،،،

1۔کیا آپ کو پتا ھے کہ نائن الیون کا واقعہ کب ھوا؟

2 .سویڈن گئی .جاتے ھوئے مجھے 90منٹ لگے آتے ھوئے میں ڈیڑھ گھنٹہ میں پھنچ گئی۔جانتے ھیں کیسے ؟

3 ۔سوالیہ نشان کی جگہ کون سا حرف آئے گا؟

(ہ ، ا ، پ ، م ، ب ، ج ، ؟)

تصویر کھانی

’’اس میں کرنا یہ ھے کہ آپ نے تصویر کو دیکھتے ھوئے اردو میں مختصر کھانی لکھنی ھے۔ اپنی کھانی 30جولائی تک ھمیں بھیج دیں ۔ اچھی کھانی کو اگلے شمارے میں شائع کیا جائے گا۔

جوابات : ۔1 ۔نائن الیون (یعنی 11 ستمبر) کو۔ ۲ ۔ وقت ایک جتنا ہی ہے۔

3۔ یہ ہفتہ کے دنوں کے پہلے حروف ہیں۔سوالیہ نشان کی جگہ ’’ج‘‘ آئے گا

DADLER

I løpet av Ramadan-måneden er det en overflod av dadler overalt i butikkene. Det er en god grunn til dette. Muslimer denerelt bruker dadler til å åpne fasten deres med daddler. Selv den hellige Profeten[saw] pleide å åpne fasten sin med de dersom de var tilgjengelig. I en Hadith berettes det at: Hvis noen av dere faster, så åpne fasten deres med dadler. Dersom det er noen som ikke har tilgang til det, er det vann som er neste valg. Siden vann er rensende.

Dadler er den maten Allah den Allmektige valgte for Hadrat Maryam[as] når hun trengte noe å spise etter Jesus[as] sin fødsel.

"Og ryst palmetreets stamme mot deg, så vil det la friske modne dadler falle over deg." (19:26)

Dadler er opprinnelig en av ørkenens delikatesser. De ligner litt på steinfrukt (som for eksempel fersken), men er egentlig et saftig bær med seigt, klebrig fruktkjøtt og med et enkelt, stort og spisst frø.

I blant annet Nord-Afrika har dadler blitt brukt i årtusener, og har vært spesielt populært på grunn av den søte smaken og gode holdbarheten etter tørking, skriver Bama.no.

Kvaliteten på dadlene blir satt ut i fra hvor søte de er. Jo søtere de er, jo bedre.

Du kan gjerne spise dadlene som de er, eller du kan tilsette dem i fruktsalater, chutney, kaker og pai.

Dadler er i tillegg en god kilde til kalium og magnesium. De er riktignok ganske kaloririke, men kan likevel by på en rekke fordeler.

I tillegg til at de er energirike, er de en veldig god kilde til kostfiber - som gjør dem til et ypperlig lite mellommåltid hvis du trenger litt ekstra energi. Kostfiberet gir også en god fordøyelse og forebygger forstoppelse - som kan være ekstra greit fra mange i disse feriemage-tider.

Faktisk inneholder én håndfull med dadler mer kalium enn det du finner i bananer. En enkel daddel inneholder nemlig så mye som 167 milligram kalium.

Kalium er et mineral som blant annet er viktig for syrebase-balansen i kroppen og for at nerver, muskler og nyrer skal fungere normalt. Magnesium deltar i omsetningen av karbohydrater og er nødvendig når kroppen skal nydanne protein og fett. Mineralet sørger også for at skjelettmuskelene og hjertemusklen fungerer godt. (kilde: Apotek 1)

Labyrinter.....

1) Hvem skal spise hva

2) Hjelp Ole Brumm til å komme seg til honningen

1)

2)

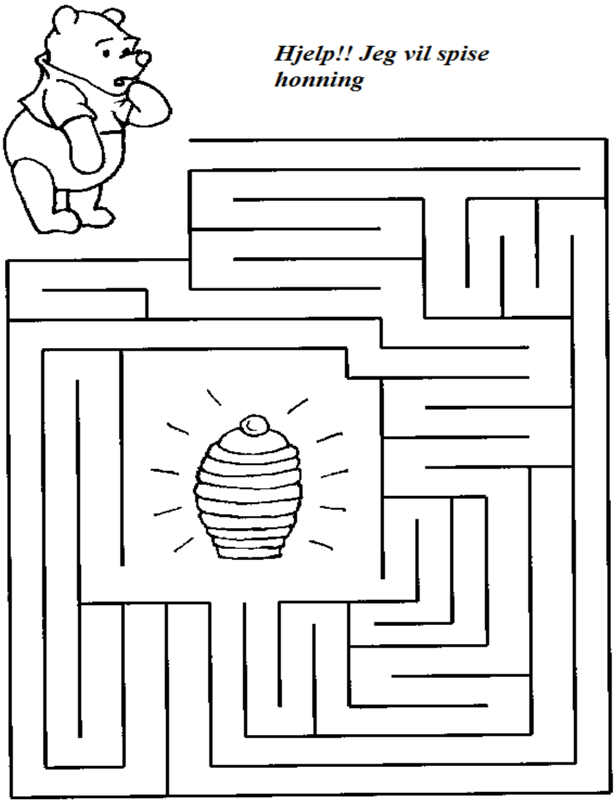

Kalifatet

Samamah Shahid

Vår leder nå i dag er Hadrat Mirza Masroor Ahmed[aba], og han er den som holder millioner av mennesker samlet sammen under et system. Ikke en lett jobb for et enkelt menneske. Vi er heldige som har et slikt system av ledere som holder oss samlet og leder oss på den rette vei. Vår nåværende kalif har dedikert hele sitt liv til oss i menigheten, og da er det vel ikke mindre enn rettferdig at vi tenker på kalifatet som en stor gave.

Hudoor står ikke en time hver fredag foran tusener av mennesker uten grunn. Vår kalif holder khutba fordi han bryr seg om oss. Han vil lede oss til å bli ordentlige og gode mennesker. Er det da riktig at vi tar kalifatet for gitt? Vi er en stor jama'at, og da er det viktig at vi har en leder som kan hindre våre ulikheter i å splitte oss når vi er uenige om noe. Hvordan skal vi ellers avklare vanskelige uenigheter?

Hadrat Mirza Masroor Ahmed[aba] er gjeteren til den store flokken vi tilhører i. En gjeter gjør hva som helst for å beskytte sin flokk mot farer. Å holde en så stor jama'at som denne samlet under ett, er mer eller mindre umulig, hvis ikke Allah står bak kalifen som en hjelpende hånd. Kalifatet gjør hva som helst for å beskytte oss mot ondskap, og viser oss den riktige veien når det kommer til både det åndelige og verdslige. Vår kalif er vår rettleder, og dette burde vel være en nokså stor grunn til å virkelig erkjenne khalifatet som en gave.

RAMADAN - HVA ER DET?

Amna Muhammad

Ramadan er navnet på den niende måneden i den islamske kalenderen. Ramadan er fastemåneden i islam. Hensikten med ramadan er å tilbe Gud. Dette gjrø vi ved å faste, lese Koran, stillebønn og salat. Fasten er den fjerde søylen i islam og dermed en en plikt for enhver praktiserende muslim.

I denne måneden ble en del av Koranen åpenbart for Profeten Mohammad (fred og velsignelser være med ham), for første gang. Derfor pleier mange muslimer å lese hele Koranen under ramadan.

Fasten er pålagt, men det er flere krav som må oppfylles før man kan faste. Det er ikke viktig for barn å faste, det er som regel de voksne som må faste. Det er likevel en fordel å faste innimellom som barn.

Etter endt fastemåneden, feirer muslimer Eid-ul-fitr. Dette feirer man som en belønning for å ha fastet en hel måned.

Et brev fra Secretary Waqf-e-Nau Norge

I Allahs navn, den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

Avdeling for Waqf-e-Nau 01.05.16

Akkurat nå er det en del Waqifin og Waqifat som er 15 år og eldre, som tar utdanning på videregående, høgskole og universiteter. Følgenderetningslinjergjelder for derealle:

1. Ved alder 15 år, 18 år og etter fullført utdanning skal dere fylle ut skjema for Tajdeed Waqf.

2. Det er flere Waqifin og Waqifat som underveis i studieperioden endrer studieretning uten å gi beskjed til Waqf-e-nau avdelingen. Dette fører til at vi ikke får oppdatert vårt register, og heller ikke gitt beskjed videre til Markaz. Samtidig er det en del Waqifin og Waqifat som etter fullført utdanning ikke gir beskjed. Husk at det er Waqifeen og deres foreldre sitt ansvar å gi beskjed til Waqf-e-Nau avdelingen, slik at vi får oppdatert informasjon i vårt register.

3.Etter fullført utdanning bør alle Waqifeen og Waqifat skrive brev til Huzur[aba]. I dette brevet bør det spesifiseres hvilken utdanning dere har tatt, og alle detaljer rundt dette. Samtidigbørdereogsåtilbyderestjeneste for jamaaten.

4. Deretter bør dere følge svaret som dere får fra Huzur [aba], samt fylle ut skjema for Tajdeed Waqf og skjema for deres utdanning og profesjon.

5. Dersom dere har tatt lån for å studere, skal dere gi all informasjon knyttet til deres lån til Waqf-e-Nau avdelingen, slik at vi får sendt en detaljert rapport til Markaz. Dere må også spesifisere hvor lang tid dere trenger for å tilbakebetale lånet. Huzur[aba] har laget en komite i alle land hvor jamateen er etablert, som spesifikt undersøker dette. Samtidig er det også en komite i Markaz som rapporterer videre til Huzur[aba]. Det er Huzur [aba] som skal ta avgjørelsen om dere skal få lov til å jobbe, eller om dere skal brukes til andre oppgaver for jamaaten. Grunnetdetteerdetviktig at deresamarbeider med Waqf-e-nauavdelingen.

6. Etter fullført utdanning kan Waqifeen og Waqifat kun jobbe etter å ha fått tillatelse fra Hudhoor[aba]. Denne tillatelsen er tidsbegrenset og innenfor en spesifikk yrkesretning. Det er Waqifin og Waqifat sitt ansvar å oppdatere Waqf-e-nau avdelingen dersom dere vurderer å endre yrkesretning. Dere må da skrive brev til Huzur[aba], og forklare alle omstendighetene knyttet til endringen. Når dere får svar fra Huzur[aba] skal dere også opplyse Waqf-e-nau avdelingen.

SekretærWaqf-e-Nau Norge

Shahid Umar Nasir

innbiller seg at man ser ting man leter etter. Dette kan være analog med placeboeffekten i medisin.

Ved å ta i betraktning alle disse faktorene har flere muslimske grupper begynt å ta i bruk lunar kalendre som forutsier datoene i islamske måneder (som feks Ramadan og to Eid). Parametrene A, B og C utgitt av H.M. Nautical Almanac Office korresponderer fint med det islamske konseptet av å kunne se månen med det blotte øyet for kunngjøring av en islamsk måned. Denne parametren kan bli hentet ved å bruke internetservice til H.M. Nautical Almanac Office.

Selvom mange fortsatt mener at man må ha sett månen med det nakne øyet må vi forstå at disse vel prøvde og godt beviste vitenskapelige beregniger har falt sammen med de faktiske observasjonene vi har gjort i himmelen for årevis. Dette kan være et av mange eksempler på at de tradisjonelle islamske prinsipper motstrider ikke med den moderne tiden og at de faktisk bygger hverandre opp. De islamske tradijonene er akkurat like relevante i dag som de har vært i mange århundre.

Vi er opptatt av å gi våre kunder elegante, stilige og tidløse bilder. Vår personlige og vennlige service kombinerer moderne reportasjetilnærming med en klassisk men samtidig kreativ stil.

Vi tilbyr et utvalg av kvalitets bryllupsalbum å velge mellom, alt fra et klassisk tradisjonell bryllupsalbum til moderne storybooks album.

For pakkepriser vennligst kontakt info@digimas.co.uk eller ring
00442045142330 eller 40554554.

på forskjellige dager. Noe som skaper forvirring ved muslimer og ikke minst ikke-mulsimer vi er i kontakt med. Man tyr til forskjellige metoder. Noen følger kunngjøringer i deres egne lender, mens andre følger Saudia Arabia. De fleste har glemt at markeringen av nymånen (*Hilal*) skal avgjøres på bakgrunn av månens synlighet i horisonten man selv tilhører.

Det er som fortalt mange forhold som påvirker månens synlighet på et sted. Men ettersom tiden har utviklet seg og teknologien er blitt avansert, er evnen til å kunne forutsi månenes utsikt blitt bedre. Det er blitt foreslått mange kriterier og det er alltid en diskusjon om hvilke kriterier er bedre for å kunne forutsi månen på best mulig måte. Akkurat nå passer det ikke å ta med alle kriterier og diskusjoner rundt dette. Men jeg har likevel tenkt å legge fram en metode som er blitt godtatt av en rekke forskere. Denne metoden er utviklet av astronomen B.D. Yallop. Denne metoden antas til å være den mest nøyaktige metoden av alle de som er tilgjengelige. I Stor Britannia har H.M. Nautical Almanac Office adoptert denne formelen for å fastsette en dato for når månen er synlig. Denne formelen gir en synlighets parameter basert på en skala på A-F. Denne skalaen korresponderer til følgende synlighets typer for den nye månen (*Hilal*)

A: lett synlig for det blotte øyet

B: Synlig ved perfekte atmosfæriske forhold

C: det trengs muligens optisk hjelp til å finne den tynne nymånen før den kan bli sett med det blotte øyet

D: kan bare bli sett med hjelp av kikkert eller teleskop

E: Under den normale grensen som kan detekteres av en teleskop

F: ikke synlig, under den teoretiske grensen

Ofte blir denne metoden brukt til å lage lunar kalendere.

Den gamle metoden er fortsatt til å bli foretrukket av mange og det er vel logisk også at når en kan se nymånen med det blotte øyet hvorfor skal man da sette seg ut for slike vanskelige regnestykker for å kunne foutsi det. Men på den andre siden er man også enig om at man må være veldig nøyaktig når man selv skal lete etter nymånen på himmelen og det er mange som tar feil og forveksler noe annet med månen eller ser ting som egentlig ikke er der. Det er et forsøk som ble gjort for å bevise det. Noen astronomer tok med en gruppe med folk ut på et stort og åpent område. Disse ble fortalt at de skal lete etter en bestemt stjerne som de ble fortalt kjennetegn ved. Nesten 15-20 % så stjernen. Men det ingen visste var at det var egentlig en triks. Det var ingen slik stjerne som de så etter og det da ble bevist at man

Nymånen

-og fastsettelse av Islamske måneder

Mehirn Hayat

En islamsk kalender følger et lunar år. Begynnelse og slutten av en måned baserer seg på månens utsikt. I islam er det viktig å kunne se månen med det blotte øyet før en kan markere starten av en måned. Det er ikke den astronomiske nymånen, dvs. når konjunksjonen oppstår; og selve månen er fortsatt mørk, som avgjør starten av månens alder. Den islamske nymånen er når den første lille snev av månen (halvmåne eller *Hilal*) er synlig. Denne natten starter en ny islamsk måned og den påfølgende dagen vil være den første dagen i måneden.

Synlighet av månen er ikke en funksjon av månens alder (tid siden konjunksjonen oppstod/ "den astronomiske nymånen"). I hovedsak er det en funksjon av selve vinkelen mellom månen, observatøren, solen (som påvirker lysstyrken i halvmånen), den tilsynelatende månehøyden over horisonten og høyden til solen under horisonten (som påvirker lysstyrken hvis månen skal bli observert mot). Etter som tiden går og månen blir eldre vil disse vinklene bli større og sannsynligheten til å kunne oppleve månen med det blotte øyet bli større. Men det er likevel ikke så lett. En faktor som også påvirker synligheten er den faktiske plasseringen av månen i himmelen. Siden alle disse parametre påvirker månens synlighet, er det ikke bare alderen til månen som direkte kan forutse nymånen/halvmåne visiblitet. Det vil si at dersom den astronomiske nymånen oppstår den ene dagen vil ikke selve halvmånen (*Hilal*) nødvendigvis være synlig påfølgende dagen (eller dagen etter der igjen for den saks skyld!)

Av ovenfornevnte årsaker og parametre er det ikke bare enkelt å markere en måneds begynnelse. For å være sikker er man derfor avhengig av at noen faktisk ser månen fysisk, slik det gjøres i enkelte land for å blant annet avgjøre starten av ramadan måneden og eid. Men i dagens samfunn er det ønskelig at man skal kunne planlegge fritid og jobb i god tid i forveien. Vi har det travelt og syns at det er praktisk å vite når feks Eid skal feires og når ramadan starter. I tillegg er det mange muslimer i dag som er bosatt i "vesten" der det ikke er noe offentlige vesen som tar for seg denne oppgaven. Hvis hver og en av oss skulle måtte se månen før vi markerte en høytid ville det være fullstendig kaos. For å kunne skape en spirituell følelse og enhet er det viktig at større grupper feirer ting sammen. Vi som bor i norge vitner dette ved hver eid og ramadan at forskjellige grupper muslimer feirer høytidene

Et tredje og meget viktig prinsipp for oppnåelsen av langvarig fred er opprettholdelese av rettferdighet. Islam lærer oss at vi aldri skal vike fra rettferdighet selv ikke når det gjelder våre fiender. Der hvor det kreves gjengjeldelse må det være proporsjonalt med den overskridende handlingen. Vi ser imidlertdi idag at det motsatte praktiseresslik at hvis noen utfører en feilaktig handling eller en urettferdighet, så søker offeret å tvinge frem en hevn på en måte som fullstendig er uproporsjonert og mye større enn den opprinnelige uretten som ble begått.

Hudoor[aba] uttaler følgende om dette: "*Når den part som har begått aggresjon er klar for å slutte fred, er kravet til rettferdighet: søk ikke hevn, ikke påfør restriksjoner eller embargo. Hold med alle midler tilsyn med den part som begikk overgrep, men prøv samtidig å forbedre dennes situasjon.*"Og videre i samme foredrag: "*I dag kan fred kun bli etablert hvis alle kravene til rettferdighet blir møtt overfor fienden, ikke bare i krigen mot religiøse ekstremister, men også i alle andre kriger. Og kun en slik fred er langvarig.*"Det britiske parlamentet, 2008

"*Sannheten er at fred og rettferdighet er uatskillelig – du kan ikke ha den ene uten den andre. Dette prinsipp er visselig noe som alle forstandige og fornuftige folk forstår.(...) Alle hevder at etableringen av fred er deres viktigste målsetting. Likevel, generelt sett, så er det ingen tvil om at spenning og engstelse øker i verden, og slik spres uro. Dette viser klart at et eller annet sted så oppfylles ikke kravene til rettferdighet. Det er derfor et presserende behov for å prøve å få en slutt på urettferdighet, hvor enn og når den eksisterer.*"Capitol Hill, Washington D.C, 2012

Det siste momentet jeg skal nevne her som islam lærer oss er at man ikke skal begjære det som tilhører andre for dette kan også føre til at fred bryter sammen: "*Hvis rike land forsøker å hente ut eller utnytte rikdommen og ressursene til mindre utviklede land for å oppfylle egne behov, så vil naturlig nok uroligheter øke. (...)De bør tillates å blomstres og bør hjelpes til å nå de samme nivåer som den utviklede verden, fordi da, og kun da, kan fred etableres.*"Europaparlamentet, Brussels 2012. "*Det er et etablert faktum at grådighet leder til økt fiendskap. Noen ganger manifesterer den seg gjennom territoriell ekspansjon eller tilraning av naturressurser, eller, sannelig, gjennom å gi visse grupper overherredømme over andre.*"Det britiske parlamentet, 2008

Dette er kun noeen få av de retningslinjene Hudoor[aba]har viderebrakt til verden for at den kan oppnå langvarig fred. Alle prinsippene er hentet fra den vakre læren vi har fått gjennom Koranen og Hudoor uttaler at "*det er viktig å alltid huske at menneskelig kunnskap og intellekt ikke er perfekt, men er faktisk begrenset. (...) Til syvende og sist kan dette lede til at en urettferdig utgang eller beslutning fattes. Guds lov, derimot, er perfekt, og derfor finnes det ingen egeninteresser eller urettferdige forskrifter. Dette skyldes at Gud kun ønsker det beste for Sin skapelse, og derfor er Hans lov utelukkende basert på rettferdighet. Den dagen verdens folk erkjenner og forstår dette viktige poenget, vil være den dag grunnlaget for sann og evig fred vil legges. I motsatt fall vil vi fortsette å se at selv om man gjør utallige forsøk på å skape fred i verden, vil de likevel ikke være i stand til å frembringe meningsfulle resultater.*" Capitol Hill, Washington D.C, 2012

Hadrat Khalifatul Masih V arbeid for fred

Vi er alle vitne til den ufred og uro som finnes i verden idag. Og denne ufreden er idag ikke begrenset til visse områder, men har spredd seg til hele verden. Vi har fattigdom, økonomikriser, borgerkriger, invasjoner av land og terroraksjoner. Verden trenger idag sårt noen som kan lede dem og vise dem veien til etablering av langvarig fred. Hadrat Khalifatul masih V[aba] har fylt dette tomrommet og har i de siste årene reist rundt til forskjellige land og uredd kunngjort for verden hvor ting er på vei og hvordan vi kan forhindre dette. Med tanke på den kritikken og frykten islam blir møtt med idag, gir Hudoor[aba] verden følgende betryggelse: “*Kanskje frykter dere, med referanse til Kalifatet, at en tid vil kunne komme hvor historien gjentar seg og at kriger vil starte som et resultat av denne formen for lederskap. La meg imidlertid forsikre dere om at selv om denne anklagen rettes mot islam, vil, med Guds Vilje, Kalifatet i Ahmadiyya alltid være kjent som den fremste representant for fred og harmoni i verden, og likeså være lojal mot landet medlemmer bor i.*” Det britiske parlamentet, 2008

Det er en grunnleggende og fundamental lære i islam at en sann muslim er en person fra hvis tunge og hender alle andre er trygge. Dette har vår profet[saw] lært oss, og det var dette han og hans etterfølgende kalifer levde etter. Enhver kan enkelt se at dersom dette prinsippet blir fulgt av verden idag, vil man kunne oppnå langvarig fred både på nasjonalt og interasjonalt nivå. Dersom verden hadde fulgt dette islamske prinsippet ville “*den generelle befolkningen innen ulike land beskytte hverandres rettigheter og følelser og myndighetene ville oppfylle sine roller i å beskytte alle borgere. På et internasjonalt nivå ville enhver nasjon jobbe sammen i en ånd av sann sympati og barmhjertighet mot hverandre.*” Europaparlamentet, Brussels 2012

Et annet nøkkelprisnipp islam lærer i henhold til å utvikle fred er nødvendigheten av å aldri utvise noen form for stolthet eller arroganse. Dette ble perfekt illustrert av Den hellige Profetensa når han så velkjent sa at en svart person ikke er overlegen en hvit person, og ei heller er en hvit person en svart person overlegen. Ei heller er en europeer større eller overlegen en hvilket som helst annen nasjonalitet, ei heller er afrikanere, asiatere eller mennesker av andre deler av verden det. Vi ser at dette ikke etterleves idag i det internasjonale politiske bildet, noe som bidrar til økt uro og i verste fall fører til kriger: “*Hvis imidlertid de utviklede nasjonene forsøker å undertrykke veksten og fremskrittet til de mindre utviklede eller utviklingslandene, og ikke gir muligheter til de fruktbare og intelligente sinnene til disse nasjonene, da vil engstelse uten tvil spres og den påfølgende uroheten vil ruinere internasjonal fred og sikkerhet.*”Europaparlamentet, Brussels 2012

tillegg til fasten. Så kun de som har råd og mulighet og hvis det er nok plass i moskeen,sitterI'tekaf for å følge den hellige Profetens[saw] tradisjon.

En waqif jente spurte hvordan kan vi finne trøst og tilfredshet når vi leser namaz?

Hudoor[aba] svarte at man må forstå betydning av ordene i namaz, og man må ha et målrettet fokus i namaz. Det er viktig å forstå de arabiske ordene i salat og man må be på eget språk i ruku og sajda. Tenk på det som er nærmest ditt hjerte eller tynger deg mest, for eksempel studenter stresser for eksamensresultater, og ber til Gud for gode karakterer. Dette er en måte for å skape interesse for namaz, og gradvis blir ens hjerte åpen ovenfor Gud. Hudoor[aba] henviste til Hadrat Masih Maud[as] som sa, om ikke annet, så kan man be med enfølelsesladd minne selv om det er påtvunget. Bønn må komme fra hjertet, og med forståelse. Selv påtvunget minne leder deg gradvis til ekte følelse i hjerte og glede eller tilfredshet i namaz.

En annen waqif nevnte at Hudoor formaner i sine prekener at enhver Ahmadi må styrke sitt forhold til Jama'at. Han spurte hvordan kan vi så oppnå dette?

Hudoor[aba] svarte at først og fremst må du spørre deg selv som en waqfe nau, hvorfor valgte mine foreldre dette for meg? Hudoor[aba] forklarte med Hadrat Maryams[as] eksempel fra den hellige Koranen der hun sier til Gud at hun ville ofre barnet i hennes mage i Guds tjeneste. Dine foreldre fulgte Hadrat Maryams eksempel da du ble ofret til Gud som waqfe nau. Da må du forstå Guds vesen og hvorfor Gud skapte mennesket.

Gud sier at formålet med menneskets skapelse er å tilbe Gud og skape nærhet til Ham. Først må du fokusere på de fem obligatoriske bønner.

Noen ganger på grunn av tidsforskjeller eller på grunn av ekstreme temperaturer om sommeren blir salaten samlet. Andre ganger blir den samlet på grunn av mine utenlandske turer og enkelte barn tror da at det finnes kun tre obligatoriske bønner. Det stemmer ikke. Det er fem obligatoriske bønner og man må prøve å lese fem salater til riktige tidspunkter.

Først må du prøve å ha et personlig forhold til Gud, øk din kunnskap i religion og den hellige Koranen. Forstå det som står på de forskjellige plakatene rundt her. Det er det en waqfe nau kan starte med.

Et spørsmål-svar møte med Hadrat Khalifatul Masih V

Av Maryam Muslim

Som svar på spørsmål fra en waqif-e- nau om hvilken alder en kan begynne å faste sa Hudoor[aba]:

Hvis en er frisk, og har en kropp som deg, kan du faste hvis du tåler dette.

Ramadan om sommeren har lange dager, studenter må passe seg, men hvis du tåler å faste da kan du gjøre det ved å faste noen dager inn i mellom. Studenter som har eksamen er allerede under stress, de må ikke pålegge seg å faste.

Når en blir voksen i 17 eller 18 års alder, da er fasten pålagt. Det står ikke et absolutt tall for alder noen steder, men når en er i voksen alder må man faste. Man kan prøve å lære å faste sakte og sikkert ved å faste litt og litt.

Små barn derimot må ikke presses til å faste. Noen muslimske foreldre pålegger deres små barn å faste. Sommerens lange, varme dager gjør at et barn blir veldig tørst. I Pakistan har det skjedd at noen foreldre haddelåstsittbarn inn i et rom og åpnet det om kvelden, da var barnet allerede død. Det er en grusom handling, og er ikke tillatt i det hele tatt.

Du kan faste bare et par ganger om du tåler den. Du kan faste på en dag været er bra, og ikke varmt. Fastener ikke pålagt i din alder.

En annen waqifs spørsmål var om I'tikaf i Ramadan (siste 10 dagers opphold i moskeen). Han mente at folk leser Koran ellers også, hvorfor må de da være i I'tekaf?

Hudoor[aba] svarte at: I'tikaf er ikke pålagt noen. Det er en frivillig handling, og er opptil enhver å bestemme selv. Folk har fulgt denne tradisjonen siden Profeten[saw] pleide å tilbringe siste 10 dager av Ramadan i moskeen. Den som sitterI'tikaf, forlater bak seg alle verdslige problemer og sysler og tilbringer tid i bønn og resitering av Koranen. Andre fastende som ikke sitter I'tikaf følger normale arbeidsdager og utfører sine vanlige gjøremål. De resiterer fra den hellige Koranen om de har mulighet etter jobb. De leser forkortet salat på grunn av arbeidstider.

De som sitter I'tikaf har mulighet til å lese nawafil (frivillige bønn), for eksempel, nawafil før og etter zuhar namaz, og etter maghrib og isha namaz. De har mer tid til resitering av den hellige Koranen, lesing av hadith og andre religiøse skrifter. Deres mål er å fokusere på andre religiøse aktiviteter i

- Å føde flere barn
- Å amme
- Kosthold og fysisk aktivitet har også betydning for utvikling av brystkreft.

Kontakten med legen

Ved mistanke om brystkreft, vil legen forsøke å kartlegge situasjonen ved å gjøre følgende:

- Klinisk undersøkelse: Undersøkelse av bryst, armhule og halsregion.
- Mammografi: Røntgenundersøkelse som kan påvise kreftsvulster som er for små til å kunne kjennes med hendene.
- Ultralyd
- Celleprøve: Det tas prøve av svulsten for å kartlegge om den består av godartede eller ondartede celler.
- Vevsprøve: Gjøres for å kartlegge kreftcellens egenskaper.

Når brystkreft diagnostiseres, undersøkes svulsten også for fire biomarkører som sier noe om prognose, og har betydning for valg av behandling.

Hvis du skulle være uheldig og få diagnosen, vil legen som regel kalle deg inn til en time. Det er lurt å forberede seg til denne timen. Her er noen tips:

- Tenk igjennom hva du ønsker å få ut av samtalen.
- Skriv ned på forhånd det du lurer på.
- Ta med deg noen - det er lett å glemme mye av det som blir sagt.
- Oppsummer det dere har snakket om før du går fra legen. Da kan evt misforståelser korrigeres
- Snakk gjerne med noen om samtalen etterpå.

Behandling

Det finnes i dag mange behandlingsalternativer og dermed muligheter for å leve et godt liv selv om du lever med spredning. Mer målrettet behandling gjør at du kan leve lengre, og med bedre livskvalitet. Behandling av brystkreft vurderes ut i fra svulstens størrelse, kreftcellenes egenskaper og om kreftcellene har spredd seg til nærliggende lymfeknuter. Kvinnens alder og allmenntilstand har også betydning. Det finnes ulike former for behandling. Man kan velge mellom kirurgi, strålebehandling, cellegift, hormonbehandling.

Oppfølging

Kvinner som er behandlet for brystkreft skal følges opp i ti år etter avsluttet behandling. Den første legeundersøkelsen skal være etter cirka seks måneder. Deretter årlig kontroll med mammografi.

Budskap: Det er viktig å lære å kjenne sine egne bryster. Hvis du jevnlig ser og kjenner på dem, blir du lettere oppmerksom på forandringer som kan gi mistanke om brystkreft.

Kilder: kreftforeningen.no, oncolex.no

BRYSTKREFT

Sna Dar

Brystkreft er den klart hyppigste kreftformen hos kvinner. Hver 10.-11. kvinne vil utvikle brystkreft. Mellom 5 og 10 % av alle brystkrefttilfeller skyldes arv. Risikoen øker med økende alder, der gjennomsnittsalderen ved diagnose er 59 år. Siden det er såpass vanlig, og prognosen er bedre jo raskere man får behandling, bør en hver kvinne gjøre det til en vane å sjekke brystene og armhulene sine selv minst en gang i måneden.

Symptomer -hva bør du se eller kjenne etter?

- Kul eller hevelse i brystet
- Kul eller hevelse i armhulen
- Inndragning eller søkk i huden på brystene
- Brystvorte som trekker seg innover eller peker i en annen retning enn det som er vanlig
- Rødhet eller annen fargeendring av hud på brystene
- Utslettliknende forandringer av hud på bryster eller brystvorter
- Hudfortykkelse eller appelsinhud
- Uklar eller blodtilblandet væske fra brystvorten
- Fra overgangsalder, nylig oppstått smerte i brystene

Årsaker og forebygging

Brystkjertelvevet er fra puberteten under konstant påvirkning av kvinnelige kjønnshormoner - østrogener. Disse spiller en viktig rolle i utvikling av brystkreft. Ellers er det med dagens viten vanskelig å påpeke direkte årsaker til sykdommen. Det finnes imidlertid kunnskap om hvilke faktorer som kan øke og hvilke som kan redusere risikoen.

Faktorer som kan øke risikoen for brystkreft

- Tidlig første menstruasjon og sen overgangsalder
- Å ikke føde barn
- Å føde barn først etter fylte 35 år
- Inaktivitet
- Overvekt
- Nattarbeid
- Alkohol
- Tidligere strålebehandling mot brystkjertelen
- Langvarig bruk av østrogentilskudd i forbindelse med overgangsalde

Faktorer som kan redusere risikoen for brystkreft

- Å føde sitt første barn før fylte 25 år

Det er deres plikt å bruke disse gudgitte gavene for å hjelpe andre, spesielt de i nød. Hver person bør utnytte sine individuelle talenter for andres skyld. For eksempel kan leger tilby sine medisinske tjenester, lærere kan undervise, ingeniører kan tilby sine ferdigheter, mens som er velsignet med rikdom bør ofre for de trengende.»(Hudoor[aba] **sin tale ved anledning 20 årsmarkeringav**Humanity First Internasjonal konferanse 2015).

Under Hudoors[aba] ledelse har mange forskjellige arrangementer og hendelser tatt sted i forbindelse med Khidmat-e-Khalq; i 2007 hjalp jama'aten folk i Burkina Faso til å lage 107 permanente vannbrønner. Dette ga en rekke folke-stammer tilgang til rent og friskt vann. Et annet eksempel er i 2009 dajama'at var med på en kampanje som skulle rekke ut mest mulig medisinsk forsyning til afrikanske land blant disse var; Ghana, Uganda og Benin.

Ett år senere i 2010 skjedde det en stor tragedie i Haiti, landet ble rammet av en enorm jordskjelv som påvirket en stor del av befolking. Jama'at hjalp aktivt de trengende. Samme året ble flere steder i Pakistan rammet av en flom som varte over en lang tid. Jama'at var tilstedemed en gang til å hjelpe og tjene menneskene i nød. Det er en lang liste på hvor og når jama'at har vært med på å tjene menneskeheten, det vil ta veldig lang tid å ramse opp alt derfor valgte jeg åbare nevne de største hendelsene i de siste årene. Alt arbeidet som blir utført for å hjelpe mennesker i nød er utført via jama'atens hjelpeorganisasjon Humanity first.

Vår kjære Kalif[aba] beskriver hva medlemmene i organisasjonen Humantiy First bør huske på;

«Enhver medlem av Humanity First bør huske på at det er gjennom bønn og bønn alene at hans elle hennes innsats vil bli velsignet. Alle positive resultater skyldes Allahs velsignelse. Dette er grunnen til at alle innsatsene våre blir stadig velsignet og insha'Allah vil alltid fortsette slik.»

Videre sa Hudoor[aba] at vi bør ikke forvente noe i gjengjeld når vi ofrer noe for eller hjelper andre i nød. Vi bør heller takke Gud for at Han ga oss muligheten til å komme til hjelp for andre og be til Gud at Han skal gjøre oss i stand til å hjelpe dem enda mer. Jeg vil avslutte med Vår kjære Kalifens[aba] bønn under Humanity First sininternasjonal konferanse i 2015;

«*Måtte Allah gjøre Humanity First enda sterkere enn før og gjøre alle dere i stand til å jobbe med pågangsmoten, oppriktighet og, kjærlighet for menneskeheten, som den utlovede Messias[as] innprentet og lærte oss. Ameen*»

Khidmat-e- kalq og arbeid av «Humanity first» under den femte Kalifens tid

Tehmida Seher Naseer

Å tjene menneskeheten er kjernen i Islam. Det er viktig å ha kjærlighet for sine medmennesker, godhet i hjerte for andre, ydmykhet og ærlighet. Å ha en trøst etter kunnskap og et ønske om å dele den med andre og et kontinuerlig ønske om å gjøre det gode og unngå det dårlige. Dette kan ikke bli oppnådd hvis det er bare muntlig og ikke praksis. Det kan heller ikke skje hvis man tenker bare på sitt eget beste og er egoist. Dette kan bare skje hvis vi har frykt i hjertet vårt for at Gud ser på våre handlinger og at vi må alltid utføre handlinger på rettferdig måte som ikke skader noen på noen slags måte.

Gud den Allmektige har velsignet alle menneskene med mange positive talenter og kvaliteter som kan bli benyttet til å tjene andre mennesker. Det finnes utallige måter vi kan stå til tjeneste for vårt medmenneske.

I Den Hellige Koranen står det følende om å tjene menneskeheten med gud i tankene: «Og *tjen Allah, og sett ikke noen ved siden av Ham, og (vis) godhet mot foreldre, og slektninger, og de foreldreløse, og de fattige, og den beslektede nabo, og den fremmende nabo, og deres felle ved deres side, og vandringsmannen og de deres høyrehender besitter. Sannelig, Allah elsker ikke dem som er bedragerske (og) skrytende;»*

Den hellige profeten Mohammad[saw] er en eksemplarisk person når det er snakk om å tjene menneskeheten, han har sagt følgende om dette temaet; «*En som ikke er takknemlig mot menneskeheten er ikke takknemlig mot Allah» (Tirmidhi).*

En annen eksemplarisk person vi kan se på er vår kjære Kalifa, Hadrat Mirza Masroor Ahmed. Fra 2002 når Hudoor[aba] ble valgt som Kalif til nå harjama'at utviklet seg utrolig mye når det kommer til å tjene mennesker på best mulig måte. Hudoor[aba] har selv uttalt om dettetemaet med disse ordene; «*Verdien og betydningen av å tjene andre bør være impregnert i hjertene til enhver Ahmadi muslim. Allah den Allmektige har gitt enhver person mange evner og talenter.*

Givende og Allmektige. Han har ikke mangel eller behov for noe. Det er mennesket som er fattig og trenger Hans nåde. Når vi ofrer det Gud velsigner oss med i den samme veien, er det en form for takknemlighet. Som en belønning for vår lovprisning vil Gud velsigne oss med mer.

Profeten Muhammad[saw] er det beste eksemplaret på Koranens praktiserende lære. Med et stort hjerte ofret den hellige Profeten i Guds vei og er et forbilde når det kommer til almisse og veldedighet. De materielle godene var til ingen interesse for Ham. Det viktigste var å takke Gud for de Hans store velsignelser. (Bukhari)

Den hellige Profeten[saw] definerte at den beste almissen er den som gis under gode forhold. I og med at mennesket har en tendens til å vende mot Gud under vanskelige forhold, når en krise oppstår er det villig til å betale store sum i Guds vei for å komme ut av ubehagelige situasjoner. Derimot når den troende viser gavmildhet uten å være i en vanskelig situasjon, øker verdien til en slik donasjon. (Bukhari)

I følge Hadithen uttalte Profeten Muhammad[saw] at misunnelsesverdig er den personen som etter å ha blitt velsignet av de utallige godene fra sin Skaper, får muligheten til å ofre i Hans vei. (Bukhari) Hadrat Sehl bin Saeed[ra] forteller at den Den hellige Profeten[saw] hadde bevart 7 dinar hos Hadrat Aisha[ra]. I sine siste dager spurte profeten sin hustru om hun hadde denne verdien hos seg. Hadrat Aisha svarte: ja, jeg har dem. Deretter ber Profeten[saw] Hadrat Aisha[ra] om å betale hele summen i Guds vei. Straks faller Profeten i søvn. Etter en stund våkner ham, og spør umiddelbart Hadrat Aisha om de syv dinarene igjen. Hustruen henter verdien og legger den på hånden til Profeten. Da sier Han ”Hva slags tillit har Muhammad hos sin Skaper, hvis under hans siste tid i denne verdenen og før sitt endelige møtet med Gud, beholder han disse dinarene?” og dermed betaler summen til almissen og avgår ved døden.

Veldedighet og almisse

Farva Mubashir

To grunnleggende formål med religionen er veldedighet og almisse. Disse er basert på prinsippene om fullbyrdelse av Gud og menneskets rettigheter i denne verdenen som ligger sentralt i Islam.

Ordet ”infaaq” betyr gjengivelse eller det å forbruke. Å forbruke i Guds vei, er en form for å gjennomføre rettighetene andre medmennesker har ovenfor oss.

Islam har et stort fokus på veldedighet og beskriver denne dyden som zakat. Den hellige Koranen nevner egenskaper ved de troende i den andre sura: ”(..) og som gir av det Vi forsyner dem med,” (Al-baqarah 2:4).

Videre i Sura Muhammad i vers 39 leser vi følgende: ”Hør, dere er dem som inviteres til å gi ut for Allahs sak. Og blant dere er det den som er gjerrig, og de som er gjerrige, er kun gjerrige mot deres egne sjeler. Og Allah er den (Rike og) Selvtilstrekkelige, men dere er de fattige som har behov (for Ham). Dersom dere vender dere bort, så vil Han bringe et annet folk i stedet for dere, og så vil de ikke likne dere.” (Muhammad: 47:39)

På begynnelsen av del 4 i Koranen nevner Gud hva som må til for å oppnå sann tro. Dette verset finner vi i Sura-Ale-Imran:

”Dere vil ikke nå den (fullkomne) rettferdighet før dere gir bort av det dere elsker, og hva dere enn gir ut, så er Allah visselig vitende om det” (Ale-Imran 3:93)

”Den som gir ut av sin eiendom ved natt og dag, hemmelig og offentlig, har deres lønn hos deres Herre, og over dem skal det ikke komme frykt, og de skal ikke sørge” (Al-Baqarah 2:275)

Samtidig skal ikke de troende bortkaste den gode gjerningen ved å markere takknemlighetsgjeld ovenfor den de hjelper. Først og fremst fordi denne handlingen er for Gud og ikke for å ens egen skyld. Dyden vil da forgjeves og miste sin verdi.

Islam pålegger muslimene å ofre for Gud, men samtidig avklarer at Gud er den mest

Khalifatet vil lede bønnene som Imam-oss-Salat. De ville formidle religiøse og åndelige kunnskap til andre muslimer, og opprettholde rettferdighet samfunnet.

Ahmadiyya Kalifatet

Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (fred være med ham)hevdet å være, Mahdi, og den ventede Messias - en Guds profet. Han tok initiativet til å grunnlegge Ahmadiyya Muslim Jama'at i 1889. Selv om han bodde i en liten landsby, Qadian, i Punjab i India, hevdet han at hans oppgave var universell. Hans oppgave var å gjenopplive troen på én Gud, fjerne kjærlighet for materialisme, og forene menneskeheten. Han klarte å gjennomføre dette, og etablerte et fellesskap av

troende. Ved hans død ble Hadhrat Maulana Noor-ud-Deen (Må Allah være fornøyd med ham) valgt som hans første etterfølger. Han fortsatte oppdraget til Mahdi og den lovede Messias. Etter han, ble Hadhrat Mirza Bashir-ud-Din Mahmood Ahmad valgt til å være den neste Khalifa av Ahmadiyya Jama'at. Han opprettet et styre for valg av Khilafat, som har blitt brukt i valget i 1965, 1982 og 2003.

Khilafat-e-Ahmadiyya er en institusjon som har satt mål for å rettlede menneskeheten på rettferdighetens vei, å skape en felleskap blant nasjonene i verden, og for å etablere fred og sikkerhet ved å sikre frihet, liv og ære for alle. Khilafat er et stort ansvar som blir overlatt til den som fortjener det mest, den som er i stand til å tjene Gud og hans tjenere, og vie sin tid under myndighet av Guds ord og eksempler satt av profeten. Ahmadiyya Khilafat tror på å fremme fred og harmoni, og de avviser bruk av makt og vold i trosspørsmål.

For å oppsummere har Ahmadiyya Khilafat dukket opp som den ledende kraft blant muslimer, til å følge forskriftene som er fastsatt av den hellige profeten av islam. Khilafat er engasjert i å etablere en felles tro over hele verden. De lærer den hellige Koranen, og fremmer kunnskap og visdom. De utøver en felleskap blant mennesker som tilhører ulike raser og etniske grupper. I tillegg fremmer de en moralsk reformasjon av enkeltpersoner, undervisning av gjensidig kjærlighet og respekt. Men fremfor alt, hjelper de mennesker med å etablere et kjærlig forhold til Gud.

"Khilafat -ala- Minhaj-e-nabuwat"

Profetens sanne etterfølger

Kinza Ashraf

"Khilafat -ala- Minhaj-e-nabuwat" handler om forholdet mellom khilafat og profeten. Denne arabiske setningen forteller oss at profetens sanne etterfølger vil fortsette profetens arbeid, og lede de troende på samme måte som profeten selv. Den hellige Koranen forteller tydelig at det viktigste målet for profeten er den moralske og åndelige utviklingen av menneskeheten. Den hellige koranen nevner at profeten har fire hovedoppgaver:

1. Resitering av Guds vers (ayaat), og troen på hans eksistens.
2. Rensing av menneskets sjel. Å bringe en moralsk endring i deres atferd ved å skape kjærliget, sympati og samhold blant de troende, og ved å fjerne syndighet fra deres hjerter.
3. Rettledning av Den hellige Koranen. Det vil si lover og befalinger fra Gud som vil etablere et rettferdig og kjærlig samfunn.
4. Undervisning av visdom. Naturlige og sosiale lover som vil øke menneskets kunnskap.

Khilafatet en videreføring av arbeidet til profeten, og disse fire målene fortsetter å være hovedmålene til khilafatet.

Starten på "Khilafat -ala- Minhaj-e-nabuwat"

Etter å ha ledet sine tilhengere i 23 år på "den rette veien" av islam, døde Profeten (fred og velsignelser fra Allah være med ham) i 632 e.Kr.. Hans følgesvenner valgte Hadhrat Abu Bakr (Allah være fornøyd med ham) som den første khalifa. Hadhrat Abu Bakr fortsatte å opprettholde felleskapet blant muslimene, og rettledet dem til å være lydige mot Allah og Hans sendebud. De neste tre påfølgende Khulafa var Hadhrat Umar ibn al-Khattab, Hadhrat Uthman bin Affan og Hadhrat Ali ibn Abi

Talib (måtte Allah være fornøyd med dem alle). Disse tre var blant de mest dedikerte og nærmeste følgesvennene til Profeten. De fulgte i profetens fotspor under svært vanskelige og komplekse forhold. Dermed ble "Khilafat ala Minhaj e-nabuwat" etablert da profeten ikke mer var blant de troende.

natten får en status som er lik å tilbe en levetid.

Da den ærverdige Profeten Muhammad[saw] gikk inn i de siste dagene av Ramadan anstrengte han seg i tilbedelse og brukte nettene til å be. Han vekket også sin familie for bønn. Dette er eksempelet den ærverdige Profeten[saw] satt før oss. Må Allah gjøre oss i stand til å innprente de samme standardene i oss selv og våre familier.

Hudoor[aba] sa: Hvis du på grunn av noe ikke vært i stand til å dra nytte av de første dagene av Ramadan, da bør du i de siste 10 nettene kaste fra deg alle unnskyldninger og pryde dine netter med tilbedelse. I noen av tradisjonene har vi blitt ledet til å søke Lailatul Qadr i de nettene som er ulike av de siste ti dagene av Ramadan.

Åpenbaringen av den ærverdige Koranen begynte i måneden av Ramadan. Det var tiden av absolutt mørke og krevde lyset av en perfekt rettledelse. Derfor hørte Gud bønnen av den Perfekte Mannen[saw] og åpenbarte den fullstendige Lov til han i form av den ærverdige Koranen. Koranen fordrev ikke bare mørket 1400 år siden, men vil også fordrive mørket i all framtid.

Den utlovede Messias[as] sier: Når enn en Guddommelig reformator kommer til denne verden er han forbundet med engler som stiger ned fra himmelen og trekker sjelene som fortjener til sannheten. Dette skjer i hver profets tilfelle. Sønnene til de rettferdige ble dratt mot dem. Og de ondsinnede, som var etterkommere av Satan, våknet fra deres slummer og ble tiltrukket av religion. Men de kunne ikke slutte seg til sannheten, for de hadde mangel på den evnen.

Hudoor[aba] har sagt følgende; I følge Sura Al-Qadr fortsetter englene å stige ned inntil daggry. Den ærverdige Profetens liv var også en Lailatul Qadr der englene kom ned med fred og velsignelser og fortsatte til da tiden var inne for han å forlate denne verden. Han bevitnet suksessen og triumfen av troen, og dette var *matla'il fajr,* eller bruddet på daggry. Tiden vi lever i er tiden etter daggry. Hvert år i Ramadan minner Gud oss på denne Lailatul Qadr og favoriserer oss ved å gi oss denne åndelige atmosfæren. Om vi føler oss takknemlige for denne gaven og gjør det som kreves av oss, vil vi være i stand til å dra nytte av de evige velsignelser av den ærverdige Profeten[saw]**.** Måtte Allah fortsette å velsigne oss med Hans belønning, og måtte vi alltid vitne bruddet på daggry i form av evigvarende fred og seier. Amin.

I'tikaf og Lailatulqadr i Ramadan måned

Amna Javed

Hvert år kommer det en hellig måned ved navn Ramadan. Dette er en måned hvor alle muslimer i hele verden faster og unngår å spise og drikke. Men hva annet er det muslimer gjør utenom dette i Ramadan måneden?

Hva er i'tikaf?

En som har mulighet til å være helst i moskeen (kan også gjøres hjemme) i 10 netter og dager i Ramadan måneden blir kalt for en Mutakif. Å gi sin fulle tid til tilbedelse av Allah er kalt for i'tikaf.

Hva er Lailatul Qadr?

I Koranen leser vi

"Sannelig, Vi har åpenbart den (Koranen) i (den guddommelige) bestemmelsesnatt. Og hva skal fortelle deg hva (den gudommelige) bestemmelsesnatt er? Den (guddommelige) bestemmelsesnatt er bedre enn tusen måneder. I den nedstiger englene og Ånden på deres Herres befaling (med bestemmelser) i enhver sak. Fred (hersker der) til morgengryets komme."(97:1-6)

Hudoor[aba] har sagt følgende om disse versene: I følge tradisjoner kommer det en natt mot slutten av Ramadan, som kalles Lailatul Qadr eller natten av forordning. Denne natten har en spesiell betydning for enhver troende. Vi må huske at tilbedelse og bønn i en enkel natt ikke vil sikre vår tilgivelse, frelse oss eller godta våre bønner. Det vil heller ikke gjøre oss til sanne tjenere av Gud. Fakta er at mennesket er skapt for å tilbe og tjene dets Skaper. Når mennesket har denne hensikten i sine tanker og strever for å oppnå Hans nærhet velsigner Gud oppriktig og gjør dem i stand til å oppleve Lailatul Qadr.

Hudoor[aba] sa: Når en troende oppfyller hans lovnad om tro og underkastelse, og gjennomfører fasten av Ramadan, resiterer den ærverdige Koranen og reflekterer over dens mening, tilber med større iver og retter seg etter Guds befalinger, da holder Gud den evig barmhjertige sine løfter. Han hører ikke bare bønnene, men Han skjenker dem Lailatul Qadr. Han kommer ned fra himmelen og sier til Hans tjener, spør Meg denne kvelden og Jeg vil gi deg det du ønsker. Den som er heldig nok til å erfare denne

Forles i Herres navn

Aqsa Idris

Den ærverdige Koranen er Islams hellige bok som ble åpenbart til den Hellige Profeten Muhammad[saw] over en periode på 23 år. Den første åpenbaringen ble gitt i hulen Hira og lyder slik:

”Foreles i din Herres navn, Som skapte, skapte mennesket av en klump blod.” (96:2)

Gud kommanderer Profeten Muhammad[saw] til å lese Guds ord. Det er noe å resonnere over at det første begrepet som ble gitt er ”*foreles*”. Det er sikkert veldig få som har undret over den tanken. Noen tar det som en selvfølge, med tanke på at det er samling, og dermed lese den vil være mest naturlig. Mens andre har rett og slett ikke filosofert noe rundt det. Jeg vil først og fremst si at alt nevnt under er refleksjon og en tanke som slo meg under skriveprosessen.

Viktigheten bak resitasjon av den ærverdige Koranen kan belyses gjennom et begrep, nemlig det første begrepet som ble åpenbart - ”*foreles*”. Begrepet forelese kan bety flere ting: tale, skole, veilede, resitere, undervise, rettlede osv. Den hellige Koranen er en veiledning og kommunikasjonsmiddel mellom mennesket og Gud. Den dekker en rekke problemstillinger som oppstår gjennom livet på en bemerkelsesverdig måte. Den bevitner Guds uendelige kunnskap og synliggjør mange hemmeligheter av naturen som var helt fjernt for menneskets forståelsvidde for flere århundre etter åpenbaringen av Koranen.

Det er viktig å lese Koranen med deliberasjon for å oppnå veiledning, og forstå forskjellen mellom rett og galt. Fastemåneden er måned hvor man skal skolere og opplære seg selv tålmodighet og lydighet. Det kan vi kun oppnå gjennom åpen tanke og riktig undervisning av den ærverdige Koranen. All innsats i fastemåned bør gjøres for å lese og høre på Koranen mest mulig, samt rettledes av befalingene som blir gitt. I den hellige Koranen blir det sagt følgende om dette:

”De som Vi har gitt Boken, leser den (og følger den) som den bør lese (og følges).” (2:122)

Koranen er en tale fra Gud til menneskene som bør resiteres hver dag, spesielt i fastemåned. Det er en rettledning for de rettferdige, og institusjon for de rettledete.

Måtte Gud hjelpe oss til å *forlese i Guds navn* og bli rettledet av den. Amin

Hudoor[aba]sa: Vi er alle klar over at uttrykket "Den første Guddommelige manifestasjon", refererer til den utlovede Messias[as]selv og uttrykket "Den andre Guddommelige manifestasjon" refererer til Kalifatet. Gud sendte Den utlovede Messias[as] for å etablere troen i verden, og da viste Han "Den andre Guddommelige manifestasjon". Derfor kan ikke troen ha fremgang, ei heller kan Jama'at forbli forent uten Kalifatet. Hudoor[aba] sa: Gud tilintetgjorde planene til ufredsstifterne som prøvde å forhindre etableringen av den andre Guddommelige manifestasjonen, ved å skape hindre i veien til valget av Kalif, for Gud hadde lovet at Han ville sørge for til at Kalifatet ville forbli fast etablert inntil Dommens dag. Ufredsstifterne sa at Jama'at snart ville gå til ende, men vi er vitne til at Gud har skjenket Jama'at med fremgang til tross for ubehagelige omstendigheter. Tabligh-arbeidet har også ekspandert mye og vi er vitne til dets frukter hver dag.

På den andre siden har de som adskilte seg fra Kalifatet, sett oppløsning av sine sentre og mange som besitter en god natur blant dem, slutter seg nå til Jama'at og samler seg under fanen til Kalifatet.

Hudoor[aba]sa: Det er under det velsignede oppsynet fra Kalifatet at utbredelsen av troen fortsetter i verden i dag. Det er AhmadiyyaJama'at alene, som viser et sannferdig bilde av islam til verden. Dette er grunnen til at Gud Selv beviser sannheten til Kalifatettil verden.

I henhold til dette, berettetHuzoor[aba]noen få hendelser som gir inspirasjon i troen og sa: De som vil forbli stødige og holde fast ved sin tro, vil være vitne til Allahs tegn og Allahs hjelp vil bli skjenket dem.

Hudoor[aba] sa: Takket være Allahs nåde, vil velsignelsene ved Kalifatet, som Gud Selv har etablert, fortsette å være til nytte for verden – men de som ikke vil oppfylle sin ed om å prioritere troen over verdslige saker, vil ikke ha muligheten til å benytte seg av fordelen. Det guddommelige løftet om forandringen av frykt til fred, gjelder for de som vil tilbe Ham og ikke vil sette noen lik med Ham. Å fremstille fakta uriktig og fortelle løgner er også en form for *shirk* (sette noen lik med Allah). Derfor kan ikke de som er skyldige i disse laster oppriktig dra fordel av velsignelsene ved Kalifatet.

Hudoor[aba] sa: De som har verv i Jama'at har blitt velsignet og hatt muligheten til å tjene Jama'at, kun fordi de har forbindelse til Kalifatet. Hvis de av den grunn skulle føle et snev av stolthet og arroganse, bør de gjøre *Istighfar*. De lærde i Jama'at har også ansvar for å utdanne nye ahmadi muslimer i hvordan de kan etablere et oppriktig forhold til Kalifatet. For å kunne nå dette målet trenger de som har verv i Jama'at å forbedre sin egen religiøse kunnskap og øke i trofasthet, hengivenhet og fromhet – og likeledes styrke sine bånd til Kalifatet. De som har verv, misjonærene og de lærde i Jama'atbør bli hjelpere og tilhengere av Kalifatet; handle i henhold til befalingene fra Kalifen og oppfordre andre også til å gjøre det samme. Måtte Allah sette oss i stand til å gjøre dette. *Amin*.

Kilde: (Hameedullah), WakilA'la, Tahrik-e-JadidAnjumanAhmadiyya Pakistan.

Faks datert: 4. juni 2015

Fredagspreken

Oversettelse, fredagspreken 29.05.2015

Hudoor (måtte Allah være hans Hjelper) holdt et inspirerende foredrag om troen, med referanse til 27.mai, om viktigheten og velsignelsene av *Qudrat-e-Thâniyah*(Kalifatet som institusjon i Jama'at). Hudoor ga verdifulle råd til de som har verv og misjonærene i Jama'at.

Hudoor[aba] sa: Troen kan ikke ha fremgang, ei heller kan Jama'at forbli forent uten Kalifatet. Derfor bør de som har verv, misjonærene og de lærde i Jama'at være hjelpere og tilhengere av Kalifatet, og forbedre sitt forhold til denne velsignede institusjonen, ved å tilegne seg religiøs kunnskap og besitte en økende oppriktighet og hengivenhet.

Den 29. mai2015 holdt HadratKhalifatul-MasihV[aba]fredagspreken i Frankfurt, Tyskland. Hudoor[aba]holdt et inspirerende foredrag om troen, med referanse til 27.mai, om etableringen, viktigheten og velsignelsene ved Kalifatetog om fremgangen Jama'at har oppnådd gjennom denne velsignede institusjonen. Hudoor[aba]rådet Jama'at til å vise perfekt underkastelse og lydighet overfor Khalifatul-Masih og holde fast ved Kalifatet.

Huzoor[aba] siterte og forklarte en *Hadith*(beretning) etter Den ærverdige Profeten (Måtte Allahs fred og velsignelser være med ham) vedrørende velsignelsene og kontinuiteten til Kalifatet til Dommens dag og sa: Gud inkluderte oss blant dem som tror på Hans kjære, om hvem den ærverdige Profeten[saw] sa at han vil bringe troen tilbake til jorden selv om den hadde steget opp til Sjustjernen. Enda en nåde som Den allmektige Gud har skjenket de som holder seg til Kalifatet, er at de var i stand til å avlegge Ba'ait overfor alle Kalifer etter Den utlovede Messias (fred være med ham). Enhver ahmadi muslim holder fast ved troen om at det var ingen andre enn den utlovede Messias[as] som hentet troen tilbake til jorden fra Sjustjernen. Derfor er det enhver ahmadi muslimsin plikt å innprente troen og holde fast ved den på best mulig vis. Vi bør ha et fast forhold til Kalifatet, som har lykkes og fulgt i den utlovede Messias[as]sine fotspor, og bli et sannferdig bilde på troen, å spre budskapet og etablere Allahs enhet i alle deler av verden.

Hudoor[aba] sa: I forbindelse med *Qudrat-e-Thâniyah*, den andre Guddommelige manifestasjon, sier den utlovede Messias[as]: "Det er essensielt for dere at dere også skal være vitne til den andre

Guddommelige manifestasjon, da dens komme er bedre for dere, for den vil vare evig og vil ikke opphøre før Dommens dag."

UTDRAG FRA DEN UTLOVEDE MESSIAS[as] SINE SKRIFTER

Mine landsmenn! En religion som ikke fremhever universell medfølelse, kan ikke kalles en religion. Ei heller kan et menneske som ikke besitter evnen til å vise medfølelse, kalles for et menneske. Vår Gud har aldri diskriminert mellom ett folkeslag og et annet. For eksempel har alle de menneskelige kreftene og potensialene som har blitt gitt Indias gamle nasjoner også blitt skjenket araberne, perserne, assyrerne, kineserne, japanerne og Europa og Amerikas nasjoner. Jorden skapt av Gud sørger for et felles leie for alle folkeslag, og Hans sol og måne og mange andre stjerner er en kilde til lys (for alle); de yter også andre tjenester. Likeledes drar alle folkeslag nytte av elementene skapt av Ham, slik som luft, vann, ild, jord, og likeledes andre elementer skapt av Gud, slik som korn, frø, frukt og medisiner osv. Disse Herrens egenskaper lærer oss den leksjon at vi også skal oppføre oss høysinnet og vennlig mot våre medmennesker og ikke være smålige av hjertet og ukjærlige....

Helt siden jordens skapelse, har de rettledede i alle land bevitnet at å følge Guds væremåte virker som en livskilde for folket. Og menneskers fysiske og åndelige liv er knyttet til det å følge alle Guds hellige attributter, som er kilden til all fred. ...

Guds nåde er universell, og omfatter alle folk, alle land og alle tider. Det er blitt gjort slik for at ikke noen nasjon skulle ha grunn til å klage: Gud har skjenket Sin nåde over det og det folket, men ikke over oss. Eller: Det folket mottok Boken fra Ham for at de kunne bli rettledet, mens vi ble berøvet. Eller: I den tiden åpenbarte Han seg gjennom åpenbaring, inspirasjon og mirakler, men i vår tid forble Han skjult. Ved å vise Sin universelle nåde, fjernet Han (grunnlaget for) alle disse anklagene. Han viser Sine egenskaper på en slik omfattende måte, at ingen folk forblir berøvet fysiske og åndelige velsignelser fra Ham. Ei heller lot (Han) noen tid være berøvet (disse velsignelsene). Så når vår Guds attributter er slik, er det behørig for oss å tilegne oss dem selv. Så, Å landsbrødre! Dette korte skriv ved navn ”Paigham-e-Sulha” blir presentert for dere med full respekt. Og med full oppriktighet i hjerte ber jeg at den Allmektige Gud Selv inspirerer deres hjerter og fyller deres hjerter med tillit til min medfølelse, slik at dere ikke mistolker denne vennlige gave og anser den for å være et forsøk på å oppnå noen egoistiske mål. Mine venner! Realiteten rundt livet etter døden fremstår veldig ofte uklar for vanlige mennesker. Mysteriet rundt det kommende liv blir opplyst kun for de som dør før de (virkelig) dør.

Utvalg fra boken "Et budskap om fred"

Hadith

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّمَا يُبْصَثُ النَّا سُ عَلَى انِيَّا تِهِمْ

En som ihukommer Gud og en som ikke ihukommer Gud kan sammenliknes med levende og død. Det vil si den som ihukommer Gud er levende og den som ikke gjør det er av de døde.

(Bukhari-Kitabud da'wat- kapittel Fazl Zikr-ulAllah ta'ala)

بسم الله الرحمن الرحيم

I Allahs navn den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

Sura Al-Baqarah vers 184-185

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٤﴾

Å dere som tror, det er foreskrevet dere å faste, liksom det var foreskrevet dem før dere, for at dere skal bli rettferdige,

أَيَّامًا مَّعْدُودَٰتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم
مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ
أُخَرَ ۚ وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدْيَةٌ
طَعَامُ مِسْكِينٍ ۚ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ
خَيْرٌ لَّهُۥ ۚ وَأَن تَصُومُوا۟ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن
كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٥﴾

et bestemt antall dager. men den av dere som er syk eller på reise, (skal faste) et (like stort) antall andre dager, og for dem som (bare) med vanskelighet kan utholde den, (gjelder som) erstatning bespising av en fattig. Men den som frivillig øver en god gjerning, er det (enda) bedre for ham, og at dere faster er best for dere, om dere bare visste (om dens gavn).

Zainab

April Mai Juni 2016

Innholdsfortegnelse

Utdrag fra den hellige Koranen.....s.3

Hadith..s.4

Utdrag fra den utlovede Messias' skrifter....s.5

Fredagspreken...............................s.6

Foreles i Herrens navn..................s.8

Ittekaf og Lailatul qadr..................s.9

Profetens sanne etterfølger..........s.11

Veldedighet og almisse................s.13

Khidmat-e-khalq og Humanity First......s.15

Helsespalte.................................s.17

Spørsmål og svar møte med Hudoor[aba]....19

Hudoor'[aba] sitt arbeid for fred........21

Nymånen..................................s.23

Brev fra Waqf-e-nau sec. Norge.....26

Barnesider........................... ....s.27

Oppskrift...................................s.31

Nasjonal Amir:

Zartasht Munir Ahmad Khan

Leder Lajna Imaillah

Syeda Bushra Khalid

Redaktør norsk del:

Mehrin Hayat

Andleeb Anwar

Kontaktinformasjon:

Bait-un-Nasr moske

Søren Bulls vei 1

1051 Oslo,

tlf: 22325859, fax: 22437817

Zainab

Lajna Imaillah Norge

April mai juni 2016